لاجواب دلائل کا مختصر مجموعہ

ہم میلاد کیوں منائیں؟

پروفیسر احمد رضا خاں
گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی لاہور

تحریک مطالعہ قرآن

لاجواب دلائل کا مختصر مجموعہ

ہم میلاد کیوں منائیں؟

پروفیسر احمد رضا خاںؒ
گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی لاہور

زیر اہتمام

تحریک مطالعہ قرآن
المرکز الاسلامی والٹن روڈ لاہور 0322-4280455
E-mail: tm.quraan@yahoo.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	:	ہم میلاد کیوں منائیں؟
تصنیف	:	پروفیسر احمد رضا خاں
طباعت اوّل	:	1100
سال	:	ستمبر 2012ء
مطبع	:	جے ایم پرنٹرز
قیمت	:	100 روپے

ملنے کے پتے

☆ جامعہ المرکز الاسلامی مین والٹن روڈ لاہور کینٹ، 0322-4677266

☆ نعیمی کتب خانہ، الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ 40 اُردو بازار لاہور، 042-37248927

☆ گنج بخش کتب مارکیٹ نزد دربار داتا صاحب لاہور

اطلاع

اس ایڈیشن کی جملہ آمدن مستقلاً تحریکِ مطالعہ قرآن کے لیے وقف ہے۔
قرآنی تعلیمات عام کرنے کا ذوق واحساس رکھنے والے احباب
اپنے پیاروں کو ایصال ثواب کرنے کے لیے مفت تقسیم
کرنا چاہیں تو خاص رعایت کے لیے رابطہ کریں۔

تجلیات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمِ
فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ﷺ

انتساب

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے نام

جنہوں نے حضور ﷺ کی تعریف میں یہ شعر پڑھا:

و انت لمّا ولدت اشرقت O الا رض و ضاعت بنورك الافق

''اور آپ وہ ہستی ہیں کہ جب آپ کی ولادت ہوئی (تو) ساری زمین چمک اُٹھی اور آپ کے نور سے سارا افق جگمگا اُٹھا''۔

ذکرِ نعمت......شکرِ نعمت

اللہ تعالیٰ نے بے شمار مخلوقات پر مشتمل وسیع و عریض کائنات پیدا کی جس میں انسان، حیوان، سورج، چاند، ستارے، زمین، آسمان، کیڑے مکوڑے، چرند پرند، درخت، دریا، سمندر، پہاڑ اور نہ جانے کہاں کہاں اور کیا کیا افراد و اشیاء موجود ہیں۔

افراد و اشیاءِ کائنات اور ان کے مقاصد و کردار کا مطالعہ و تجزیہ کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ اس ساری کائنات کا مرکزی مقصد و کردار انسان ہے۔ انسان کتابِ کائنات کا مرکزی عنوان ہی نہیں مرکزی مضمون ہے۔ سارا اہتمام اس کے لیے اور ساری رونق اس سے ہے۔ دیگر تمام اشیاء کتنی بڑی ہوں اور کتنی اہم، بالواسطہ یا بلا واسطہ سب اسی کی خادم ہیں اور اسی کی چاکری میں مصروف۔

غور طلب سوال ہے کہ کیا سارے انسان اہمیت و عظمت، سیرت و اخلاق اور کام و مقام کے اعتبار سے ایک جیسے اور برابر ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ انسان اچھے بھی ہیں اور برے بھی، مفید بھی ہیں اور نقصان دہ بھی، خیر خواہ بھی ہیں اور بدخواہ بھی۔ مقبولِ بارگاہ بھی ہیں اور مردودِ درگاہ بھی۔

مذاہبِ عالم کی کتب ہوں یا تاریخ کے تذکرے، کسی کا مطالعہ کرلیں ایک یہی حقیقت ہر جا نمایاں ہے کہ انبیاء کرام علیہم السّلام تھے تو انسان مگر نہ کوئی ان جیسا ہے اور نہ کوئی ان کے برابر۔ وہ سب سے جدا اور سب سے منفرد۔ تو ماننا چاہیے کہ وہ حسن و جمال، فضل و کمال ہر اعتبار سے صنعتِ قدرت کے بہترین اور مرکزی شاہکار تھے۔

یہ درست ہے کہ ان میں بھی فرقِ مراتب ہے، کوئی کسی منصب پر تو کوئی کسی مسند پر۔ مگر کبھی آپ نے سوچا کہ ان میں کس کی مسند سب سے اونچی ہے۔ سوچیے، غور کیجیے۔ تمام مذاہب کی تمام کتابیں پڑھ لیجیے۔ تخلیق و ولادت، سیرت و عادت، نبوت و رسالت، بعثت و دعوت، کاملیت و اکملیت، جامعیت و ہمہ گیری، اثر انگیزی، نتیجہ خیزی، جماعت سازی، معجزات و کمالات، اسراء کا

سفر، معراج کی سیر، عالمِ بشریت سے عالمِ ملکوتیت اور عالمِ ملکوتیت سے عالمِ بالا اور لامکان کا سفرِ عبدیت گویا جہاں سے آئے تھے وہاں پر پہنچے۔ اور یہ سب کا سب آن ہی آن، نہیں نہیں، اس سے بھی کم بلکہ اس سے بھی کم گھڑیوں میں شروع ہو کر مکمل ہوا۔ کیا کسی کتاب میں کوئی ایسا منظر، اس کی تفصیل تو کیا، کوئی اشارہ دیکھنے، پڑھنے اور سُننے کو ملا؟

یہ کون ہیں؟ اور یہ کن کی بات ہے؟ ابراہیم، یوسف، سلیمان، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) سب بہت بڑے ہیں اور بہت اونچے مگر یہ ان کی بات نہیں اور یہ ان کے امتیاز نہیں۔ سب کتابیں پڑھیے، سب بتانے والوں کی کان لگا کر سنیے۔ سب کی ایک ہی بشارت اور سب کا ایک ہی اعلان۔ سب کی آنکھوں میں ان کے جلوے، سب کی زباں پر ان کا نام۔ یہ وہی ہیں جو تخلیق سب سے پہلے ہوئے مگر آئے ان سب کے بعد۔ اسی لیے خاتم الانبیاء قرار پائے۔ احمد ﷺ ان کا تعارف، حمد ان کا وظیفہ، حامد ان کی شان، محمد ان کا نام اور محمود ان کا مقام۔

تو ساری بزمِ انبیاء کے سردار وہی ہوئے اور جب وہ سب اونچے اونچوں سے اونچے ہیں تو ساری کائنات کے مرکزی شاہ کار وہی ہوئے۔ انبیاء کے میثاق سے پتا چلا کہ بات ان ہی سے شروع ہوئی تھی اور مقامِ محمود سے کھلے گا کہ ساری بات ان ہی تک پہنچی۔ اسی لیے تو مخلوق میں اوّل بھی ان کا نام اور آخر بھی اُن کا نام۔ سب ان ہی سے ہے اور سب ان ہی کے لیے۔

صفی و نجی، خلیل و ذبیح، کلیم و مسیح سب ہی اچھے ہیں اور سب ہی بڑے۔ ان کی باتیں، ان کے قصے، ان کا دنیا میں آنا، دنیا میں رہنا اور دنیا سے جانا یہ سب وحیءِ الٰہی کے عنوانات و موضوعات ہیں مگر ہمارے حضور کی باتیں، ان کے قصے، ان کا دنیا میں آنا، دنیا میں رہنا اور دنیا سے جانا، قرآن و حدیث یعنی وحیِ الٰہی کا سب سے بڑا عنوان اور سب سے بڑا موضوع ہے۔ اسی عنوان اور اسی موضوع کا ایک بہت اہم باب ہے...... آپ ﷺ کا اس دنیا میں تشریف لانا اور چار دانگِ عالم کو اپنے نور سے جگمگانا۔ بعد کا ہر دور، بعد کی ہر بات، بعد کی ہر شان، بعد کا ہر کام انہی ساعتوں کا صدقہ ہے اور انہی لمحوں کی خیرات۔

؎ جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند　　　اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

پس یہ چند صفحات کیا ہیں بس اپنی محبت کا نذرانہ ہے ورنہ ان کی کما حقہ، ثناء خوانی سوائے ان کے رب کے کون کرسکتا ہے　　؎ گر قبولِ افتدز ہے عزّ وشرف

جب ان کی سیرت، ان کے اخلاق ان کی بعثت، ان کی دعوت، ان کے غزوات، ان کے درجات، ان کے معجزات، ان کی دنیا، ان کی آخرت، کوئی بھی جھگڑے کا عنوان نہیں تو ان کی ولادت پر جھگڑا کیوں؟ جب ب سے ی سب کا سب ماننے والا ہے تو الف سے انکار کیوں؟

آیئے جھگڑا ختم کیجیے۔ وہ نعمت ہی نہیں، سب سے بڑی نعمت ہیں۔ ان کی ہر نسبت نعمت ہے اور ہر نعمت شکر کا تقاضا کرتی ہے۔ ذکرِ نعمت اور شکرِ نعمت محبت کا تقاضا بھی ہے اور محبت کی علامت بھی۔

اہلِ محبت کا قافلہ رواں دواں ہے۔ جسے سفر کا شعور چاہیے، راستے کی معرفت اور منزل کا حصول چاہیے، اگر مگر، این وآں، چوں وچرا، سب چھوڑ کر قافلۂ محبت میں شامل ہو جائے۔ یہی حالات کا تقاضا ہے اور یہی مسائل کا حل۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار**

خیر اندیش

احمد رضا خاں عفی عنہ

نوٹ:

کتاب کی ذہن نشینی اور مطالعہ کی تفہیم کا جائزہ لینے کے لیے ہر باب کے آخر میں جائزہ سوالات دیے گئے ہیں۔ قارئین ان سوالات کے مختصر جوابات تحریر کرنے کی کوشش کو بہت مفید پائیں گے۔ جوابات مرکز کو ارسال کرنے کی صورت میں مرکز ان جوابات کو جانچ کر واپس بھیجنے کا اہتمام کرنے کے لیے بالکل تیار ہے۔

باب نمبر 01

نعمت اور شکرِ نعمت

01- ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿البقرہ:52﴾

''پھر بھی درگزر فرمایا ہم نے تم سے اس (ظلمِ عظیم) کے بعد کہ تم شکر گزار بن جاؤ''

02- ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿البقرہ:56﴾

''پھر ہم نے زندہ کیا تمھیں مر جانے کے بعد کہ کہیں تم شکر گزار بنو''

03- ......وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ

﴿السجدہ:09﴾

''اور بنادیئے تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل۔ تم لوگ کم شکر بجالاتے ہو۔''

4۔ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿النحل:114﴾

''پس کھاؤ اس سے جو رزق دیا تمھیں اللہ تعالیٰ نے جو حلال (اور) پاک ہے۔ اور شکر کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو''۔

5۔ ......كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ...... ﴿سبا:15﴾

''کھاؤ اپنے رب کا دیا ہوا رزق اور اس کا شکر ادا کرو''

6۔ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿الزمر:66﴾

''بلکہ صرف اللہ ہی کی عبادت کیا کرو اور ہو جاؤ شکر گزاروں میں سے''

7۔ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۫ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ

كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝ ﴿النمل: 40﴾

''عرض کی اس نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا: میں لے آتا ہوں اسے (تخت کو) آپ کے پاس اس سے پہلے کہ آپ کی آنکھ جھپکے۔ پھر جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ رکھا ہوا ہے آپ کے نزدیک تو فرمایا: یہ میرے رب کا فضل ہے تاکہ وہ آزمائے مجھے کہ آیا میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جس نے شکر کیا تو وہ شکر کرتا ہے اپنے بھلے کے لیے اور جو ناشکری کرتا ہے بلاشبہ میرا رب غنی بھی ہے کریم بھی''۔

08- اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ ﴿لقمان: 31﴾

''کیا تو نے دیکھ نہیں لیا کہ دریاؤں میں کشتیاں اللہ کے فضل ہی سے چلتی ہیں تاکہ وہ رب تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لیے''۔

9- وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ ﴿القصص: 73﴾

''اور اپنی رحمت سے اس نے بنا دیا ہے تمہارے لیے رات اور دن کو تاکہ تم آرام کرو رات میں اور تلاش کرو (دن میں) اس کے فضل (رزق) سے اور تاکہ تم شکر گزار بنو''۔

حاصلِ کلام:

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں گونا گوں نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور ان نعمتوں پر شکر ادا کرنا چاہیے۔ یہ ان نعمتوں کا تقاضا بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کا تاکیدی حکم بھی۔ شکر گزاری سے جہاں اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے وہاں رب تعالیٰ شکر گزاری کرنے والوں کے لیے نعمتوں اور ان نعمتوں کے فوائد و برکات میں اضافہ فرما دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ظاہر ہے:

......لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ...... ﴿ابراہیم: 07﴾

ذکرِ نعمت شکرِ نعمت کی ایک صورت ہے

1۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ......O ﴿فاطر:3﴾

''اے لوگو یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو اس نے تم پر فرمائی''۔

2۔ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ......O ﴿بقرہ:49﴾

''اور جب نجات بخشی ہم نے تمہیں فرعونیوں سے جو پہنچاتے تھے تمہیں سخت عذاب''

3۔ يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ ......O

﴿بقرہ:47,40﴾

''اے اولادِ یعقوب! یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا''

4۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ O ﴿مائدہ:20﴾

''اور جب کہا موسیٰ (علیہ السلام) نے: اے میری قوم! یاد کرو اپنے اوپر اللہ کا احسان جب بنائے اس نے تم میں انبیاء اور بنایا تمہیں حکمران اور عطا فرمایا تمہیں جو نہیں عطا فرمایا تھا کسی کو سارے جہانوں میں''۔

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا:

5۔ ......وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ O ﴿الاعراف:69﴾

''اور یاد کرو جب اس نے تمہیں جانشین بنایا قومِ نوح کے بعد اور بڑھا دیا تمہیں جسمانی لحاظ سے قد وقامت میں تو یاد کرو اللہ کی نعمتوں کو شاید تم کامیاب ہو جاؤ''۔

6۔ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ......O ﴿بقرہ:231﴾

''اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہے اور (یاد) کرو جو اس نے نازل فرمایا تم پر

قرآن اور حکمت وہ نصیحت فرماتا ہے تمہیں اس سے۔"

7۔ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًاۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَاؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ O ﴿آلِ عمران:103﴾

"اور اللہ کا احسان ہے تم پر یاد کرو جب تم میں دشمنی تھی اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی ہو گئے اور تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا۔ اللہ تم سے یوں اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم ہدایت پاؤ"

حاصلِ کلام:

معلوم ہوا کہ نعمتوں کا ذکر و چرچا کرنا شکر گزری کا ایک ایسا ذریعہ وطریقہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم بھی دیا ہے ملاحظہ ہوں درج ذیل آیتِ کریمہ:

8 ۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ O ﴿الضّحیٰ:11﴾

اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ ذکر تو تنہائی اور آہستگی سے بھی کیا جاسکتا ہے جب کہ تحدّث (چرچا) کا مطلب ہے خوب خوب دوسرے کے سامنے بیان کرنا۔ جلسہ، محفل یا تقریب کا انعقاد تحدیثِ نعمت ہی کی ایک بہترین اجتماعی شکل وصورت ہے۔

نزولِ نعمت اور اس کے دن کو عید قرار دینا، اس دن کی یاد منانا اور شکر گزاری کا خاص اہتمام کرنا

آیات مبارکہ

1۔ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ O

﴿المائدہ:114﴾

”عرض کی عیسیٰ بن مریم نے: اے اللہ! ہمارے رب! اُتار ہم پر خوان آسمان سے (جو) بن جائے ہم سب کے لیے عید (خوشی کا دن) ہمارے اگلوں کے لیے بھی اور پچھلوں کے لیے بھی اور ایک نشانی تیری طرف سے اور رزق دے ہمیں اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے“ O

معلوم ہوا کہ جب کوئی نعمت حاصل ہو تو اس نعمت اور اس کے نزول والے دن کو عید کا دن قرار دینا جائز بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی سنت ہے۔ کھانا نازل ہونے کا واقعہ تو ایک مرتبہ کا ہے مگر اس کے اگلے پچھلے لوگوں کے لیے مستقلاً عید کا دن ہونے سے واضح ہوا کہ گذشتہ اہم واقعات اور ان کے دن آئندہ آنے والوں کے لیے بھی خوشی اور یاد منانے کے لیے اہم ہوتے ہیں۔

ماہ رمضان اور شبِ قدر کی فضیلت کی وجہ:

2۔ ......شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ......O ﴿البقرہ:185﴾

ماہِ رمضان جس میں اُتارا گیا قرآن“

3۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ O ﴿القدر:01﴾

”بے شک ہم نے اسے (قرآن کو) اتارا ہے شب قدر میں“

قرآن آسمانِ دنیا پر یکبارگی نازل ایک مرتبہ ہوا رمضان المبارک اور اس کی رات میں مگر اس نعمت کی وجہ سے رمضان اور اس رات کو قدر و اہمیت ہمیشہ کے لیے حاصل ہوگئی۔

احادیث مبارکہ :

یومِ عاشور کی اہمیت کی وجہ:

1۔ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں...... قدم النبی ﷺ المدینة فرأی الیهود تصوم یوم عاشوراء فقال ما هذا؟ قالوا: هذا یوم صالح هذا یوم نجّی اللّٰه بنی اسرائیل من عدوهم، فصامهٗ موسیٰ۔ قال: فانّا احق بموسیٰ منکم۔ فصامهٗ وامر بصیامه[1]۔

''حضور نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو عاشور کے دن کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ اچھا دن ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نجات عطا فرمائی تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اس دن روزہ رکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا تم سے زیادہ حق دار میں ہوں تو آپ ﷺ نے (خود) روزہ رکھا اور اس کا روزہ رکھنے کا حکم دیا''

2۔ فقالوا: هذا الیوم الّذی اظفر الله فیه موسیٰ و بنی اسرائیل علٰی فرعون و نحن نصومه تعظیماً له، فقال رسول الله : نحن اولیٰ بموسیٰ منکم ثم امر بصومه[2]

''تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر کامیابی عطا فرمائی اور ہم اس دن کی تعظیم کے طور پر اس کا روزہ رکھتے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا: ہم تم سے زیادہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب اور حق دار ہیں۔ پھر آپ نے اس کا روزہ رکھنے کا حکم دیا''

ایک روایت میں یوں ہے:

3۔ فقالوا هذا یوم عظیم ، انجی اللّٰه فیه موسیٰ و قومه و غرق فرعون

و قومه، فصامه موسیٰ شکرًا، فنحن نصومه فقال رسول اللهﷺ: فنحن احق و اولیٰ بموسیٰ منکم۔ فصامه رسول الله ﷺ و امر بصیامه[3]

''تو یہود نے کہا: یہ بہت عظمت والا دن ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کو نجات عطا فرمائی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا۔ اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکرانے کے طور پر اس دن کا روزہ رکھا تو ہم (بھی) اس کا روزہ رکھتے ہیں۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم تم سے زیادہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق دار اور قریبی ہیں۔ لہٰذا آپ نے اس دن کا روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا''

4۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان یوم عاشوراء تَعُدُّہ الیھود عیداً، قال النّبیّ ﷺ: فصوموہ انتم[4]

''یہود عاشورا کو عید کا دن شمار کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے (مسلمانوں سے) فرمایا: تم اس دن کا روزہ رکھا کرو''۔

5۔ ان ہی سے مروی ہے: **کان یوم عاشوراء یوما تعظّمه الیھود وتتّخذہ عیداً فقال رسول الله ﷺ: صوموہ انتم**[5]

''یہود عاشورہ کے دن کی تعظیم کرتے تھے اور اسے عید کے طور پر مناتے تھے تو حضور نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ تم بھی اس دن کا روزہ رکھو''۔

6۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے:

کان اھل خیبر یصومون یوم عاشوراء یتخذونه عیداً و یلبسون نسآء ھم فیه حُلِیّھم وشارتھم۔ فقال رسول الله ﷺ: فصوموہ انتم[6]

''اہلِ خیبر عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے اور اسے عید کے طور پر مناتے تھے۔ اس دن وُہ

اپنی عورتوں کو خوب زیورات پہناتے اوران کا بناؤ سنگھار کرتے تھے۔تو حضور ﷺ نے فرمایا: تم بھی اس دن کا روزہ رکھا کرو"۔

نوٹ: رمضان کے روزوں کی فرضیت سے پہلے عاشورہ کے روزے مسلمانوں پر واجب تھے[7]۔

جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے تو عاشور کے روزوں کا وجوب منسوخ ہو گیا اور وُہ مستحب ہو گئے جیسا کہ مندرجہ ذیل روایت سے واضح ہے۔

7۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كان رسول الله ﷺ امر بصيام يوم عاشوراء فلما فرض رمضان، كان من شاء صام و من شاء افطر [8]

رسول اکرم ﷺ یوم عاشورہ کے روزہ کا حکم دیتے تھے تو جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو جو چاہتا یہ روزہ رکھ لیتا اور جو چاہتا نہ رکھتا"۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال:

...... فيستفاد منه فعل الشكر للّٰه تعالىٰ علىٰ ما منّ به فى يوم معيّن من اسداء نعمة او دفع نقمه و يعاد ذالك فى نظير ذالك اليوم من كلّ سنّة [9]

"اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہُوا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی اِحسان وانعام کے عطا ہونے یا کسی مصیبت کے ٹل جانے پر کسی مقرر دن میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا اور ہر سال اس کی یاد تازہ کرنا جائز ہے"۔

وايّ نعمة اعظم من النّعمة ببروز هذا النّبىّ ﷺ هو نبىّ الرّحمة فى ذالك اليوم [9]

"اور حضور نبی رحمت ﷺ کی ولادت سے بڑھ کر اللہ کی نعمتوں میں سے کون سی نعمت ہے"

مزید فرماتے ہیں:

و علٰی ھذا فینبغی ان یتحری الیوم بعینہ حتّٰی یطابق قصة موسٰی علیہ السّلام فی یوم عاشوراء[9]

’’اس وجہ سے ضروری ہے کہ اسی خاص / مقررہ دن کو منایا جائے تا کہ یومِ عاشوراء میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام والے واقعہ کے مطابق ہو‘‘

حافظ ابن حجر کی عبارت کے الفاظ سے واضح ہے کہ ان کے نزدیک اس نعمت کا شکر ادا کرنے اور خوشی منانے کے لیے خاص اس نعمت کی عطا والا دن مقرر کر لینا کتنی اہمیت رکھتا ہے۔

اس سے وہ لوگ اپنی روش پر نظرِ ثانی کریں جو دن مقرر کرنے کو ناجائز اور شرعی حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے میلاد منانے کو بھی محض دن مقرر کرنے کی وجہ سے ناجائز و حرام قرار دیتے ہیں۔

یومِ عاشوراء کی عظمت کے دیگر پہلو:

8۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے یہود سے یومِ عاشورہ کا روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بنی اسرائیل کی آزادی اور فرعون کی غرقابی کا ذکر کرنے کے بعد کہا:

وھذا یوم استوت فیہ السّفینة علی الجودی فصامہ نوح و موسیٰ شکراً للّٰہ تعالیٰ

’’اور یہ وُہ دن ہے جس میں (حضرت نوح کی) کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری تھی تو حضرت نوح اور (بعد میں) حضرت مُوسیٰ (علیہما السّلام) نے اللہ تعالیٰ کے شکر کے طور پر روزہ رکھا‘‘۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

انا احق بموسیٰ و احقّ بصوم ھذا الیوم[10]

’’میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا زیادہ حق دار ہونے کی وجہ سے اس دن کے روزے کا زیادہ حق دار ہوں‘‘

9۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان یوم عاشورا تصومه قریش فی الجاهلیة و کان رسول الله ﷺ یصومه (11)

''ایامِ جاہلیت میں قریش عاشور کے دن روزہ رکھتے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ (بھی) اس کا روزہ رکھتے تھے''۔

10۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے:

کانوا یصومون عاشوراء قبل ان یُفرض رمضان و کان یوماتستر فیه الکعبة(12)

''لوگ رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشور کا روزہ رکھتے تھے اور اس دن کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا''۔

11۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

......**انّما کان یوم تستر فیه الکعبة و کان یدور فی السنّة**(13)

''(یہ عاشورا کا دن وہ ہے) جس میں کعبہ کا غلاف چڑھایا جاتا تھا اور اسی وجہ سے ہر سال اس کا اہتمام ہوتا ہے''۔

جمعہ کے دن کی فضیلت اور اس کا یومِ عید ہونا

1۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک یہودی نے کہا: اے امیر المومنین! آپ اپنی کتاب میں ایک ایسی آیت پڑھتے ہیں کہ وہ ہم گروہِ یہود پر اُترتی تو ہم اس کے نزول کا دن عید بنا لیتے۔ آپ نے پوچھا: کون سی آیت؟ اس نے کہا: **الیوم اکملت لکم دینکم** ﴿المائدہ:03﴾۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قد عرفنا ذالك الیوم والمکان الذی نزلت فیه علی النبیّ ﷺ وھو قائم بعرفۃ یوم جمعۃ[14]

''جس دن اور جس جگہ یہ آیت نازل ہوئی ہم اسے پہچانتے ہیں۔ آپ ﷺ جمعہ کے دن عرفات کے مقام پر کھڑے تھے''۔

2۔ کعب احبار کی روایت میں ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

اِنّی لَاَ عرف فی ایّ یوم انزلت یوم جمعۃ و یوم عرفۃ و ھما لنا عیدانِ[15]

''میں پہچانتا ہوں کہ کس دن یہ آیت نازل ہوئی جمعہ اور عرفات کے دن اور وہ دونوں دن ہمارے لیے عید کے دن ہیں''۔

3۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک یہودی کو جواب:

فانّھا نزلت فی یوم عیدین: فی یوم الجمعۃ و یوم عرفۃ[16]

''بے شک یہ آیت دو عیدوں یعنی جمعہ اور عرفہ کے دن نازل ہوئی''۔

جمعہ کا دن عید کا دن ہے:

4۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کرم ﷺ نے فرمایا:

انّ یوم الجمعۃ یوم عید[17] ''بے شک جمعہ کا دن عید کا دن ہے''۔

عیدِ جمعہ کا اہتمام:

5۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

انّ ھذا یوم عید جعلہ اللہ للمسلمین فمن جاء الی الجمعۃ فلیغتسل و ان کان طیب فلیمس منہ و علیکم بالسّواک[18]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے اس دن کو عید کا دن بنایا ہے تو جو (نمازِ) جمعہ کے لیے آئے

تو غسل کر کے آئے اور اگر ہو سکے تو خوشبو لگا کر آئے اور تم پر مسواک کرنا ہے"

6- حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

انّ من افضل ایّامکم یوم الجمعة فیه خلق اٰدم و فیه قبض و فیه النّفخة و فیه الصّعقة فاکثرو اعلیّ من الصّلٰوة فیه فانّ صلاتکم معروضة علیّ (19)

"بے شک تمہارے دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے۔ اس دن حضرت آدم علیہ السّلام تخلیق ہوئے اور اسی میں آپ کی روح قبض کی گئی۔ اسی دن صور پھونکا جائے گا۔ اس لیے اس دن مجھ پر کثرت سے درود شریف بھیجا کرو۔ بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے"

حاصلِ کلام:

01- حضور ﷺ کے سوال پر یہودیوں نے عاشورہ کے دن کے بارے میں کہا کہ یہ عظمت و تعظیم والا دن ہے۔ وہ اس کو عید کا دن سمجھتے اور اس کی خوشی مناتے تھے ﴿**تعدّه الیهود عیدًا ...... تعظّمه الیهود و تتّخذه عیداً ...... ویلبسون نسائهم فیه حلیهم وشارتهم**﴾۔

02- جس دن کوئی نعمت نازل و حاصل ہو، اسے صالح اور عظمت والا دن سمجھنا اور اس دن خاص طور پر شکر و عبادت کا اہتمام کرنا اور خوشی کا اظہار کرنا نہ صرف درست ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی پیاری سنت ہے۔

03- خاص لمحات میں عبادت کا افضل ہونا جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن کثرت سے درود پاک پڑھنے کی تاکید فرمائی اس لیے کہ اس دن کا درود خاص طور پر آپ ﷺ کے حضور پیش ہوتا ہے۔

04- اہم واقعات کا جمعہ کے دن واقع ہونا اس کے افضل دن ہونے کا باعث ہے اور اس میں

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق بھی شامل ہے۔

05- جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق و پیدائش کا دن باعظمت ہے تو اس دن کی عظمت کا کون اندازہ کرسکتا ہے جس دن اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت یعنی ہمارے حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ پیدا ہوئے۔

لہٰذا آپ ﷺ کی ولادتِ باسعادت کی وجہ سے 12 ربیع الاوّل کو صالح اور عظیم سمجھنا، اس دن آپ کی ولادت باسعادت اور اس کی عظیم الشّان کرامات بیان کرنا اور خاص طور پر شکر و عبادت کا اہتمام کرنا، اسے عید کا دن سمجھتے ہوئے خوشی کا اظہار کرنا، نہ صرف جائز و درست ہے بلکہ شکر گزاری کا بہترین اور پسندیدہ ذریعہ ہے۔

06- بعض لوگ حضور ﷺ کے یومِ ولادت کو عید کے طور پر منانے پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عیدیں تو صرف دو ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ، اس دن کو عید کا دن کہنا درست نہیں۔ انہیں ان احادیث مبارکہ پر غور کرنا چاہیے اور شمار کرنا چاہیے کہ مسلمانوں کے لیے سال میں کتنی عیدیں آتی ہیں۔

07- اس دن کو عید اور خوشی کا دن قرار دینے سے واضح ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام کی رُوح قبض ہونا اس کی خوشیوں کے منافی نہیں ہے۔ اس میں اُن لوگوں کا ردّ ہے جو 12 ربیع الاوّل کو حضور ﷺ کی ولادت اور وفات دونوں کا دن قرار دے کر خوشی منانے سے منع کرتے ہیں۔

08- اس باب کی احادیثِ مبارکہ مندرجہ بالا امور کے لیے اصل یعنی بنیادی دلیل کی حیثیت رکھتی ہیں اور شریعت کا مسلمہ اصول ہے کہ جن امور کی قرآن و حدیث میں اصل ہوتی ہے وہ پسندیدہ اور مقبول ہوتے ہیں۔ لہٰذا حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی یاد منانے، خوشی کا اظہار کرنے اور دن مقرر کرکے شکر گزاری کا اہتمام کرنے کو بری بدعت کہنا گویا شریعت کے حلال و حرام کے اختیار کو اپنے ہاتھ میں لینے کے مترادف ہے۔

حوالہ جات باب نمبر 01

01- (i) بخاری کتاب الصوم باب صیام یوم عاشوراء۔(ii) مسند احمد ج1 ص291۔(iii) تفسیر ابن کثیر ج1 ص92 ۔

02-(i) بخاری کتاب فضائل صحابہ باب ایتان الیهود النبیّ علیہ السلام ۔ (ii) مسلم کتاب الصّیام باب صوم یوم عاشوراء۔(iii) سنن ابوداؤد کتاب الصوم باب فی صوم یوم عاشوراء۔

03-(i) مسلم کتاب الصّیام باب صوم یوم عاشوراء۔(ii) بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالی: هل اتاك حديث موسىٰ۔(iii) سنن ابن ماجہ کتاب الصّیام۔

04-بخاری کتاب الصّوم باب صیام یوم عاشوراء۔

05-۔(i) مسلم کتاب الصّیام۔(ii) سنن نسائی ج02 ص159۔(iii) شرح معانی الآثار کتاب الصّوم۔

06-۔(i) مسلم کتاب الصّیام۔(ii) مسند ابونعیم ج03 ص212(iii) فتح الباری ج04 ص248

07-(i) شرح معانی الآثار باب صوم یوم عاشوراء ج02 ص129،132(ii) عمدة القاری ج11 ص120۔

08- بخاری کتاب الصّوم۔

09- (i) حسن المقصد سیوطی صفحہ 63۔(ii) الحاوی للفتاویٰ للسّیوطی ج205-206۔(iii) زرقانی شرح مواہب ج01 ص263۔

10- (i) مسند احمد ج02 ص359 رقم 8702۔(ii) فتح الباری ج04 ص247۔

11-(i) بخاری کتاب الصوم باب صیام عاشوراء۔(ii) کتاب المناقب باب ایام الجاهلية۔(iii) مسلم کتاب الصّیام، ترمذی کتاب الصّوم۔

12-(i) بخاری کتاب الحج باب قول اللہ: جعل الله الكعبة البيت الحرام ج02 ص575۔

13-(i) فتح الباری ج04 ص248، ج7 ص276۔(ii) مجمع الزّوائد ج03 ص187

14-(i) بخاری کتاب الایمان باب زیادة الایمان (ii) کتاب المغازی باب حجة الوداع (iii) کتاب التّفسیر (iv) کتاب الاعتصام۔(v) مسلم کتاب التّفسیر۔(vi) ترمذی ابواب تفسیر القرآن۔(vii) سنن نسائی کتاب الایمان۔

15-(i) معجم اوسط طبرانی ج01 ص253(ii) فتح الباری ج01 ص105(iii) تفسیر ابن کثیر زیرِ آیت مذکورہ۔

16- (i) ترمذی کتاب التّفسیر (ii) معجم کبیر طبرانی (iii) تفسیر ابن کثیر زیرِ آیتِ بالا۔

17-(i) مسند احمد ج02 ص303 (ii) صحیح ابن خزیمہ ج03 ص315،318 (iii) مسند ابن راھویہ ج01 ص45(iv) مستدرک حاکم ج01 ص603 (v) صحیح ابن حبان جلد 08 ص375۔

18-(i) سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب فی الزینۃ یوم الجمعۃ۔ (ii) معجم اوسط طبرانی ج07 ص230 (iii) ترغیب وترہیب منذری ج01 ص286۔

19-(i) سنن ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب تفریع ابواب الجمعۃ (ii) ابواب الوتر۔ (iii) سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب فی فضل الجمعۃ۔ (iv) سنن نسائی کتاب الجمعہ۔ (v) سنن دارمی ج01 ص445۔ (vi) مصنف ابن ابی شیبہ ج02 ص253 (vii) صحیح ابنِ خزیمہ کتاب الجمعہ باب فضل الصلوٰۃ علی النبی یوم الجمعہ۔

جائزہ سوالات باب نمبر 01

کل نمبر:50

سوال نمبر 01: خالی جگہ پر کیجیے۔ 15 نمبر

1- اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہم سے ______ کا تقاضا کرتی ہیں۔

2- نعمتوں کا ______ کرنا بھی شکرگزاری کا بہت اچھا ذریعہ ہے۔

3- نعمتوں کا ____ ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ نعمتوں (اوران کے فوائد) ____ فرمادیتا ہے۔

4- حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم پر آسمان سے کھانے کے نزول اور نزول کے دن کو ______ قرار دیا۔

5- ماہِ رمضان اور لیلۃ القدر کی قدر وعظمت اس لیے ہے کہ اس میں اہلِ ایمان کے لیے ______ کی نعمت نازل ہوئی۔

6- حضور ﷺ نے مدینہ شریف میں یہود کو ______ کا روزہ رکھتے ہوئے پایا۔

7- یہودی اس دن کا روزہ اس لیے رکھتے تھے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے ______ کو فرعونیوں سے نجات عطا فرمائی تھی۔

8- یہودی احسان ونعمت والے اس دن کو ____ قرار دیتے اور اس کی ____ کرتے تھے۔

9- یہودیوں نے احسان ونعمت والے اس دن کو ہمیشہ کے لیے ______ گزاری کے لیے مقرر کر رکھا تھا۔

10- حضور ﷺ نے یہودیوں کے اس اعتقاد وعمل کی تردید کرنے کی بجائے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اس سے واضح ہوا کہ احسان ونعمت والے دن کی یاد منانا ______ ہے۔

11- احادیث مبارکہ میں جمعہ کے دن کو ______ کا دن قرار دیا گیا ہے۔

12- جمعۃ المبارک کی فضیلت کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اس دن حضرت ______

علیہ السّلام کی تخلیق و پیدائش ہوئی۔

13۔ حضور ﷺ نے ہمیں جمعہ کے دن کثرت کے ساتھ _______ کا حکم دیا ہے اس لیے کہ اس دن یہ خاص طور پر آپ کے حضور پیش ہوتا ہے۔

14۔ جمعۃ المبارک کی صورت میں اہلِ ایمان کو سال میں _______ عیدیں حاصل ہیں۔

15۔ اس باب کی احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ احسان و نعمت کی شکر گزاری کے لیے دن مقرر کرنا حضور ﷺ کی _____ ہے اس لیے اسے بری بدعت قرار دینا _____ نہیں۔

سوال نمبر 02: مختصر جوابات تحریر کیجیے۔ **30 نمبر**

1۔ قرآن مجید کے مطابق اللہ تعالیٰ نے نعمتوں کے بارے میں کیا کرنے کا حکم دیا ہے؟ باحوالہ جواب تحریر کیجیے۔

2۔ سورۃ آلِ عمران کی آیت نمبر 103 میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو اپنا کیا احسان یاد کرنے کا حکم دیا ہے؟

3۔ دو آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ و حوالہ تحریر کیجیے جس سے واضح ہو کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

4۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ ابراہیم میں نعمتوں کا شکر ادا کرنے والوں سے کس انعام کا وعدہ فرمایا ہے؟

5۔ احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بتائیے کہ یہود مخصوص اور مقررہ دن کا روزہ کیوں رکھتے تھے اور اس کو کیسا دن قرار دیتے تھے؟

6۔ دو احادیث مبارکہ کا ترجمہ تحریر کیجیے جن سے واضح ہو کہ احسان و نعمت والے دن کو اچھا سمجھنا اور اس دن کی تعظیم کرنا درست ہے۔

7۔ دو احادیث مبارکہ کے حوالے سے تحریر کیجیے جن سے واضح ہو کہ احسان و نعمت والے دن کی یاد منانے اور شکر گزاری کے لیے دن مقرر کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ حضور ﷺ کی پیاری سنت ہے۔

8۔ حضور ﷺ نے عاشورہ کے دن کے بارے میں کیا رویہ اختیار فرمایا؟

9۔ اُمّتِ مسلمہ کے معتبر آئمہ محدثین نے عاشورہ کے روزہ والی احادیثِ مبارکہ سے کیا مسئلہ ثابت کیا ہے؟

10۔ سورۃ المائدہ کی آیتِ مبارکہ کا ترجمہ وحوالہ تحریر کیجیے جس سے واضح ہو کہ جس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت حاصل ہو، اُسے عید کا دن قرار دینا اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی کی سنت ہے۔

11۔ حدیثِ مبارکہ کا ترجمہ وحوالہ تحریر کیجیے جس سے واضح ہو کہ جمعہ کا دن عید کا دن ہے۔

12۔ حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں حضرت آدم علیہ السّلام کے حوالے سے جمعہ کے دن کی فضیلت کی وجہ تحریر کیجیے۔

13۔ حدیث مبارکہ کے متعلقہ الفاظ تحریر کر کے واضح کیجیے کہ حضور ﷺ نے ہمیں جمعہ کے دن کس عمل کی کثرت کرنے کا حکم دیا ہے؟

14۔ جمعہ کی افضلیت والی حدیث مبارکہ میں تاکید کردہ عمل کی کیا خاص شان وعظمت بیان ہوئی ہے؟

15۔ دلیل سے واضح کیجیے کہ حضور ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے دن کو صالح، عظیم اور عید کا دن قرار دینا، اس دن کو خاص طور پر عبادت اور شکر گزاری کے لیے مقرر کر لینا جائز ودرست ہے اور اسے ناجائز وبدعت قرار دینا محض جہالت ہے۔

سوال نمبر 03 برائے باب نمبر 01 کے مضامین کا خلاصہ بیان کیجیے۔ 05 نمبر

باب نمبر 02

محبوبانِ الٰہی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے اس کی نعمت اور رحمت و برکت کا مرکز ہوتے ہیں۔

1۔ وَ بَارَكْنَا عَلَيْهِ وَ عَلٰٓى اِسْحٰقَ ط...... O ﴿الصّٰفّٰت:113﴾

''اور ہم نے برکتیں نازل کیں اس پر اور اسحٰق پر۔

2۔ قَالَ كَذٰلِكِ ج قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ج وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ج وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا O ﴿مریم:21﴾

''(جبرائیل) نے کہا: یہ درست (لیکن) تیرے رب نے فرمایا: یوں بچہ دینا میرے لیے معمولی بات ہے اور اس لیے کہ ہم بنائیں اسے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو) اپنی (قدرت کی) نشانی لوگوں کے لیے اور سراپا رحمت اپنی طرف سے اور یہ ایسی بات ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے''۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا بیان:

3۔ ......وَجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ...... O ﴿مریم 31﴾

''اُس نے مجھے برکت والا بنایا میں جہاں کہیں بھی رہوں''۔

حبیبِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت و رحمت ہیں:

4۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ O ﴿یونس:58﴾

''(اے محبوب!) تم فرماؤ، اللہ کے فضل اور اس کی رحمت تو چاہیے کہ اس پر خوشی منائیں۔ یہ بہتر ہے ان تمام چیزوں سے جو وہ جمع کر رکھتے ہیں''۔

آیتِ بالا میں فضل اور رحمت سے کیا مُراد ہے؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ان فضل الله: العلم و رحمته: محمد ﷺ(01)

''اللہ کا فضل علم ہے اور اس کی رحمت (حضرت) محمد ﷺ ہیں''۔

اشرف علی تھانوی صاحب نے 12 ربیع الاول کو اپنی مسجد واقع تھانہ بھون میں محفلِ میلاد میں ''ارشاد العباد فی عید المیلاد'' کے عنوان سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

5 ۔ ......فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ O

﴿البقرہ:64﴾

''میں اکثر مفسرین کے نزدیک فضل اور رحمت سے مراد حضور ﷺ کا وجود باجود ہے اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

6۔ ......وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا O

﴿نساء:83﴾

یہاں ''بھی بقول اکثر مفسّرین حضور ﷺ ہی مُراد ہیں''(02)۔

فضلِ باری تعالیٰ کی مزید وضاحت:

7تا9۔هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ O وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ O ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ O

﴿الجمعہ:02 تا 04﴾

''وہی (اللہ) جس نے مبعوث فرمایا اُمّیوں میں ایک رسول انہیں میں سے جو

پڑھ کر سُنا تا ہے انہیں اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان (کے دلوں) کو اور سکھاتا ہے انہیں کتاب اور حکمت اگر چہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے ﴿2﴾ اور ان کے دوسرے لوگوں کا بھی جو ابھی ان سے آ کر نہیں ملے اور وہی سب پر غالب، حکمت والا ہے ﴿3﴾ یہ اللہ کا فضل ہے عطا فرماتا ہے اسے جسے چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ صاحبِ فضلِ عظیم والا ہے ﴿4﴾''

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کیا مراد ہے؟

المنّ (العظیم) بالاسلام و النبوّة علی محمد [03]

''فضلِ عظیم ہے اسلام اور حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا احسان''

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

10۔ ......اَلَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا......O ﴿ابراھیم:28﴾

''قال هم واللّٰه کفّار قریش قال عمروهم قریش و محمد ﷺ نعمة اللّٰه'' [04]

''وہ اللہ کی قسم کافر قریش ہیں۔ عمرو نے کہا: وہ قریش ہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کی نعمت ہیں''

حضور ﷺ سب سے بڑی نعمت و رحمت ہیں:

11۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍO ﴿آلِ عمران:164﴾

''یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں سے ایک رسُول انہیں میں سے، پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے اُنھیں

اور سکھاتا ہے اُنھیں کتاب (قرآن) اور حکمت (سُنّت)۔ اگر چہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے"

تفسیر القرآن بالقرآن:

12۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ O ﴿الانبیاء:107﴾

''اور (اے محبوب!) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے سراپا رحمت ہی بنا کر بھیجا''

حاصل کلام:

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں اور ان کا ذکر و چرچا کرنا شکرانِ نعمت کا بہت اچھا ذریعہ ہے۔

چونکہ ہمارے حضور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت، آپ کے مقام و مرتبہ، آپ کی تخلیق و حیات کے تمام مراحل و منازل، آپ کی ولادت تا وصال اور بعد وصال کے مراحل و منازل، درجات و مقامات غرضیکہ سب کے سب عنوانات کا ذکر و بیان اس نعمتِ عظمیٰ کی شکر گزاری کا نہایت مقبول و مفید ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و شخصیت سے منسوب ان تمام عنوانات سے محفلیں سجانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

محبوبانِ الٰہی کی ولادتِ باسعادت بھی بہت بڑی نعمت ہے

یہ (خاص) سلامتی اور سلام بھیجنے کا دن ہے:

اگر چہ محبوبانِ الٰہی کی دنیوی و اُخروی زندگی کے تمام مراحل و منازل اور مواقع و مقامات اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔

تاہم مندرجہ ذیل ایام و مواقع اللہ تعالیٰ کے ہاں اس قدر اہم ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

حضرت یحییٰ علیہ السّلام:

1۔ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّاO ﴿مریم:15﴾

''اور سلامتی ہو ان پر جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن وہ انتقال کریں گے اور جس دن انھیں اٹھایا جائے گا نئی زندگی کے ساتھ''

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا بیان:

2۔ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّاO ﴿مریم:33﴾

''اور سلامتی ہو مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں میرا انتقال ہو گا اور جس دن مجھے اٹھایا جائے گا نئی زندگی کے ساتھ۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی شخصیت و حیات کے تمام ایام و مواقع کے علاوہ ان کی ولادت باسعادت کا دن بھی نہایت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

آیئے محبوبانِ الٰہی کی ولادت باسعادت کے ایام و مواقع، مراحل و منازل اور احوال و کیفیات کی شان و عظمت جاننے کے لیے قرآن مجید کی مزید آیاتِ مبارکہ کا مطالعہ کیجیے۔

اس نعمتِ ولادت کا ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر:

1 تا 3۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿28﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿29﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿30﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿31﴾ ﴿الحجر:28 تا 31﴾

اور (اے محبوب) یاد فرماؤ جب آپ کے رب نے کہا تھا فرشتوں سے کہ میں پیدا کرنے والا ہوں بشر کو کھنکھناتی مٹی سے جو پہلے سیاہ اور بدبودار کیچڑ تھی ﴿28﴾ تو

جب میں اسے درست فرمادوں اور پھونک دوں اس میں خاص روح اپنی طرف سے تو گر جانا اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے ﴿29﴾ پس سربسجود ہو گئے فرشتے سارے کے سارے ﴿30﴾ سوائے ابلیس کے۔ اس نے انکار کردیا کہ وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو ﴿31﴾

5۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ...... ﴿البقرہ:30﴾

''جب فرمایا تمہارے رب نے فرشتوں سے: میں مقرر کرنے والا ہوں زمین میں ایک نائب''۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ولادت کے ماحول اور رضاعت و بچپن کا بیان:

6 تا 19۔ ''طا، سین، میم ﴿01﴾ یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی ﴿02﴾ ہم پڑھ کر سناتے ہیں آپ کو موسیٰ اور فرعون کا کچھ واقعہ ٹھیک ٹھیک ان لوگوں (کے فائدے) کے لیے جو ایمان لاتے ہیں ﴿03﴾ بے شک فرعون متکبر بن گیا سرزمین (مصر) میں اور اس نے بنادیا وہاں کے باشندوں کو گروہ گروہ، کردیتا تھا وہ کمزور ایک گروہ کو ان میں سے، ذبح کیا کرتا ان کے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑ دیتا ان کی عورتوں کو۔ بے شک وہ فساد برپا کرنے والوں سے تھا ﴿04﴾ اور ہم نے چاہا کہ احسان کریں اُن لوگوں پر جنہیں کمزور بنادیا گیا تھا ملک (مصر) میں اور بنادیں انہیں پیشوا اور بنادیں انھیں (فرعون کے تاج وتخت) کا وارث ﴿05﴾ اور قبضہ بخشیں انھیں سرزمین (مصر) میں اور ہم دکھائیں فرعون اور ہامان اور ان کی فوجوں کو ان کی جانب سے جس کا وہ اندیشہ کیا کرتے تھے ﴿06﴾ اور ہم نے الہام کیا موسیٰ کی والدہ کی طرف کہ اسے دُودھ پلاتی رہ۔ پھر جب اس کے متعلق تمہیں اندیشہ لاحق ہو تو ڈال دینا اسے دریا میں اور نہ خوف زدہ ہونا اور نہ غمگین ہونا۔ یقیناً ہم لوٹا دیں گے اسے تیری طرف اور ہم بنانے والے ہیں اسے رسُولوں میں سے ﴿07﴾ پس

(دریا سے) نکال لیا اسے فرعون کے گھر والوں نے تا کہ (انجامِ کار) وہ ان کا دشمن اور دکھ کا باعث بنے ۔ بے شک فرعون، ہامان اور ان کے لشکری خطا کار تھے ﴿08﴾ اور کہا فرعون کی بیوی نے: یہ بچہ تو میری اور تیری آنکھوں کے لیے ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرنا، شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اُسے اپنا بیٹا بنا لیں اور وہ (حقیقت) کو نہ سمجھتے تھے ﴿09﴾ اور مُوسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا۔ قریب تھا کہ وہ ظاہر کر دے اس راز کو اگر ہم نے مضبوط نہ کر دیا ہوتا اُس کے دل کو تا کہ وہ بنی رہے (اللہ کے وعدہ پر) یقین کرنے والی ﴿10﴾ اور اس نے کہا مُوسیٰ کی بہن سے کہ اس کے پیچھے پیچھے ہو لے پس وہ اُسے دیکھتی رہی دُور سے اور وہ اس (حقیقت کو) نہ سمجھتے تھے ﴿11﴾ اور ہم نے حرام کر دیں اس پر ساری دُودھ پلانے والیاں اس سے پہلے تو موسیٰ کی بہن نے کہا: کیا میں پتہ دُوں تمہیں ایسے گھر والوں کا جو اس کی پرورش کریں تمہاری خاطر اور وہ اس بچہ کے خیر خواہ بھی ہوں گے ﴿12﴾ تو (اس طرح) ہم نے لوٹا دیا اس کو اس کی ماں کی طرف تا کہ اسے دیکھ کر اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غمزدہ نہ ہو اور وہ یہ بھی جان لے کہ بلا شبہ اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے لیکن اکثر (اس حقیقت کو) نہیں جانتے ﴿13﴾ اور جب پہنچ گیا موسیٰ اپنے جوانی کو اور پورے زور والا ہوا تو ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو ﴿14﴾" ﴿القصص 1 تا 14﴾

حضرت مریم علیھا السلام کی پیدائش اور بچپن کا ذکر:

20 تا 22 ۔ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿35﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی ۚ وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ

الرَّجِيْمِ ﴿36﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يَا مَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿37﴾ ﴿آلِ عمران 35 تا 37﴾

''جب عرض کی عمران کی بیوی نے: اے میرے ربّ! میں نذر مانتی ہوں تیرے لیے جو میرے پیٹ میں ہے (سب کاموں سے) آزاد کر کے سو قبول فرما لے مجھ سے، بے شک تُو ہی سننے والا جاننے والا ہے ﴿35﴾ پھر جب جنا اسے، بولی: اے رب! میں نے تو جنم دیا ایک لڑکی کو اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو اُس نے جنا۔ نہ ہوتا لڑکا (جس کا وہ سوال کرتی تھی) اس لڑکی جیسا اور (ماں نے کہا) میں نے نام رکھا ہے اس کا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردُود سے ﴿36﴾ پھر قبول فرمایا اسے اُس کے رب نے بڑی ہی اچھی قبولیت کے ساتھ اور پروان چڑھایا اسے اچھا پروان چڑھانا اور نگران بنا دیا اس کا زکریا کو۔ جب بھی جاتے مریم کے پاس زکریا (اس کی) عبادت گاہ میں (تو) موجود پاتے اس کے پاس کھانے کی چیزیں۔ بولے اے مریم: کہاں سے تمہارے لیے آتا ہے یہ (رزق)؟ مریم بولیں: یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب ﴿37﴾''

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر:

23 تا 26 ۔ ''اسی (مقدس) مقام پر دُعا مانگی زکریا نے اپنے رب سے۔ عرض کی اے میرے ربّ! عطا فرما مجھ کو اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد، بے شک تُو ہی سُننے والا ہے دُعا کا ﴿38﴾ پھر پکارا اُن کو فرشتوں نے جب کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے عبادت گاہ میں کہ بے شک اللہ تعالیٰ خوش خبری دیتا ہے آپ کو یحییٰ کی جو

تصدیق کرنے والا ہوگا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرمان کی اور سردار ہوگا اور ہمیشہ عورتوں سے بچنے والا ہوگا اور نبی ہوگا صالحین سے ﴿39﴾ زکریا کہنے لگے: اے رب! کیونکر ہوگا میرے ہاں لڑکا حالانکہ آلیا ہے مجھے بڑھاپے نے اور میری بیوی بانجھ ہے۔ فرمایا: اسی طرح اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے ﴿40﴾ عرض کی: اے میرے رب! مقرر فرمادے میرے لیے کوئی نشانی۔ فرمایا: تیری نشانی یہ ہے کہ نہ بات کرسکو گے لوگوں سے تین دن مگر اشارہ سے اور یاد کرو اپنے پروردگار کو بہت اور پاکی بیان کرو (اس کی) شام اور صبح ﴿41﴾ ﴿ آلِ عمران 38 تا 41 ﴾

مزید ملاحظہ ہوں درج ذیل آیاتِ کریمہ:

27 تا 41۔ ''کاف۔ھا۔یا۔عین۔ص ﴿01﴾ یہ ذکر ہے آپ کے رب کی رحمت کا جو اس نے اپنے بندے زکریا پر فرمائی ﴿02﴾ جب اس نے پکارا اپنے رب کو چپکے چپکے ﴿03﴾ عرض کی: اے میرے رب! میری حالت یہ ہے کہ کمزور ہوگئی ہیں میری ہڈیاں اور بالکل سفید ہوگیا ہے میرا سر بڑھاپے کی وجہ سے اور اے میرے رب! میں تجھے پکار کر کبھی نامراد نہیں رہا ﴿04﴾ اور میں ڈرتا ہوں (اپنے بے دین) رشتہ داروں سے اور میری بیوی بانجھ ہے، پس بخش دے مجھے اپنے پاس سے ایک وارث ﴿05﴾ جو وارث بنے میرا اور وارث بنے یعقوب علیہ السّلام کے خاندان کا اور بنادے اسے اے رب! پسندیدہ سیرت والا ﴿06﴾ اے زکریا! ہم خوش خبری دیتے ہیں تجھے ایک بچے (کی ولادت) کی اس کا نام یحییٰ ہوگا۔ ہم نے نہیں بنایا اس کا کوئی ہم نام اس سے پہلے ﴿07﴾ زکریا نے عرض کی: میرے رب! کیسے ہوسکتا ہے میرے ہاں لڑکا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں خود پہنچ گیا ہوں بڑھاپے کی انتہا کو ﴿08﴾ فرمایا یونہی ہوگا تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ میرے لیے آسان بات ہے اور (دیکھو) میں نے

تمہیں بھی تو پیدا کیا تھا اس سے پہلے حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے ﴿09﴾ زکریا نے عرض کی: اے میرے رب! مقرر کردے میرے لیے کوئی نشانی۔ جواب ملا: تیری نشانی یہ ہے کہ تو بات نہیں کر سکے گا لوگوں سے تین رات تک حالانکہ تو بالکل تندرست ہوگا ﴿10﴾ پھر آپ نکل کر آئے اپنی قوم کے پاس (اپنے) عبادت خانے سے تو اشارہ سے انہیں سمجھایا کہ تم پاکی بیان کرو (اپنے رب کی) صبح وشام ﴿11﴾ اے یحییٰ! پکڑ لو اس کتاب کو مضبوطی سے اور ہم نے عطا فرمادی ان کو خاص دانائی (نبوّت) جب کہ وہ بچے تھے ﴿12﴾ اور عطا فرمائی دل کی نرمی اپنی جانب سے اور نفس کی پاکیزگی اور وہ بڑے پرہیز گار تھے ﴿13﴾ اور وہ اچھا سلوک کرنے والے تھے اپنے والدین سے اور وہ جابر (اور) سرکش نہ تھے ﴿14﴾ اور سلامتی ہو ان پر جس روز وہ پیدا ہوئے اور جس روز وہ انتقال کریں گے اور جس روز نئی زندگی کے ساتھ انہیں اٹھایا جائے گا ﴿15﴾

﴿ترجمہ سورۃ مریم: 01 تا 15﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا تفصیلی بیان:

42 تا 61۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿16﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۚ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿17﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿18﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿19﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿20﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿21﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿22﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا

وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿23﴾ فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ
رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿24﴾ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ
رُطَبًا جَنِيًّا ﴿25﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ
الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ
اِنْسِيًّا ﴿26﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا
فَرِيًّا ﴿27﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ
بَغِيًّا ﴿28﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ
صَبِيًّا ﴿29﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۾ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ
نَبِيًّا ﴿30﴾ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ
مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿31﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا
شَقِيًّا ﴿32﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ
حَيًّا ﴿33﴾ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ
يَمْتَرُوْنَ ﴿34﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا
فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿35﴾

﴿مریم:16 تا 35﴾

"اور (اے محبوب!) بیان کیجیے کتاب میں مریم (کا حال) جب وہ الگ ہوگئی اپنے گھر والوں سے ایک مکان میں جو مشرق کی جانب تھا ﴿16﴾ پس بنالیا اس نے لوگوں کی طرف سے ایک پردہ تو ہم نے جب بھیجا اس کی طرف اپنے جبرئیل کو پس وہ ظاہر ہوا اس کے سامنے ایک تندرست انسان کی صورت ﴿17﴾ مریم بولیں: میں پناہ مانگتی ہوں رحمٰن کی تجھ سے اگر تو پرہیز گار ہے ﴿18﴾ جبرائیل نے کہا: میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ عطا کروں تجھے ایک پاکیزہ بیٹا ﴿19﴾ مریم بولیں: کیسے ہوسکتا ہے میرے ہاں بچہ حالانکہ نہیں چھوا مجھے کسی بشر نے اور نہ میں بدچلن

ہوں ﴿20﴾ جبرائیل نے کہا: یہ درست ہے۔ تیرے رب نے فرمایا کہ یوں بچہ دینا میرے لیے آسان ہے اور اس لیے کہ ہم بنائیں گے اسے اپنی (قدرت کی) نشانی لوگوں کے لیے اور سراپا رحمت اپنی طرف سے اور یہ ایسی بات ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے ﴿21﴾ پس وہ حاملہ ہو گئیں اس (بچہ) سے پھر وہ چلی گئیں اسے لیے کسی دور جگہ ﴿22﴾ پس لے آیا انہیں دردِ زِہ ایک کھجور کے تنے کے پاس۔ کہنے لگیں: کاش! میں مرگئی ہوتی اس سے پہلے اور بالکل بُھلا دی گئی ہوتی ﴿23﴾ پس پکارا اسے ایک فرشتہ نے اس کے نیچے سے کہ (اے مریم!) غمزدہ نہ ہو، جاری کردی ہے تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر ﴿24﴾ اور ہلاؤ اپنی طرف کھجور کے تنے کو گرنے لگیں گی تم پر پکی ہوئی کھجوریں ﴿25﴾ تو کھاؤ اور پیو اور (اپنے بیٹے کو دیکھ کر) آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ پھر اگر تم دیکھو کسی آدمی کو تو (اشارہ سے) اسے کہو کہ میں نے نذر مانی ہوئی ہے رحمٰن کے لیے (خاموشی کے) روزہ کی پس میں آج کسی انسان سے بات نہیں کروں گی ﴿26﴾ اس کے بعد وہ لے آئیں بچہ کو اپنی قوم کے پاس (گود میں) اٹھائے ہوئے۔ انہوں نے کہا اے مریم! تم نے بہت برا کام کیا ہے ﴿27﴾ اے ہارون کی بہن! تیرا باپ بُرا آدمی نہ تھا اور نہ ہی تیری ماں بد چلن تھی ﴿28﴾ اس پر مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کردیا۔ لوگ کہنے لگے: ہم کیسے بات کریں اس سے جو گہوارہ میں کم سن بچہ ہے؟ ﴿29﴾ بچہ بول پڑا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور اس نے مجھے نبی بنایا ہے ﴿30﴾ اور اسی نے مجھے برکت والا کیا ہے جہاں کہیں بھی میں ہوں اور اسی نے مجھے حکم دیا ہے نماز ادا کرنے کا اور زکوٰۃ دینے کا جب تک میں زندہ رہوں ﴿31﴾ اور مجھے اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا بنایا ہے اور اس نے نہیں بنایا مجھے جابر (اور) بدبخت ﴿32﴾ اور سلامتی ہو مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں انتقال کروں گا اور جس دن مجھے اٹھایا جائے گا نئی زندگی کے ساتھ ﴿33﴾ یہ ہے عیسیٰ بن مریم (اور یہ ہے وہ) سچی بات جس میں لوگ جھگڑ رہے ہیں ﴿34﴾ یہ لائق

نہیں اللہ تعالیٰ کو کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے، وہ پاک ہے۔ جب وہ فیصلہ فرما دیتا ہے کسی کام کا تو بس صرف اتنا حکم دیتا ہے اس کے لیے کہ ہو جا تو وہ کام ہو جاتا ہے ﴿35﴾

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا باعظمت بیان:

62 تا 64۔ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿01﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿02﴾ وَوَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ ﴿03﴾ ﴿البلد: 01 تا 03﴾

''مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب! تم اس شہر میں تشریف فرما ہو اور تمہارے باپ کی قسم اور (اس کی) اولاد کی قسم''۔

متعدد مفسرین نے اس آیت میں والد سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور ولد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مراد لیا ہے [05]۔

حاصلِ کلام:

آپ نے قرآن مجید کی چند آیات مبارکہ ملاحظہ فرمائیں جن میں اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی ولادت اور اس کے مختلف مرحلے اور پہلو بیان ہوئے ہیں۔

ان آیاتِ کریمہ کے درجِ ذیل چند الفاظ خاص طور پر غور و فکر کا تقاضا کرتے ہیں:

1- ......فاذا سوّیته نفخت فیه من رّوحی ﴿البقرہ:29﴾ میں......فاذا......تو جب ......فلمّا وضعتها ...... ﴿آل عمران:36﴾ میں ...... فلمّا......تو جب۔ یہ الفاظ خاص ان لمحات کی قدر و اہمیت اور شان و عظمت اُجاگر کرتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے ان پیاروں کی تخلیق و ولادت ہوئی۔ ولادت کے یہ لمحات تو قابلِ قدر اور قابلِ ذکر ہیں ہی، اللہ تعالیٰ نے تو ان مقامات کے ذکر و بیان کو بھی اپنے کلامِ مقدس کا موضوع و مضمون بنایا ہے جہاں ان کی ولادت ہوئی بلکہ جہاں ان کے لیے دعا کی گئی وہ مقام بھی قابلِ قدر اور قابلِ ذکر قرار پائے جیسا کہ سورۃ آلِ عمران:38 کا ابتدائی جملہ ہے۔ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ......اس جگہ زکریا نے اپنے رب سے (بیٹے کے لیے) دعا کی۔

02- آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ محبوبانِ الٰہی کی ولادت کا دن، ولادت کا وقت، ولادت کا مقام، ولادت کے احوال و کیفیات، ولادت کی برکات و کرامات ...... سب عنوانات ہی اللہ تعالیٰ کو ایسے پیارے ہیں کہ اس نے ان کی یادیں ہمارے لیے اپنی لازوال کتاب قرآن مجید میں بیان کر کے ہمیشہ کے لیے محفوظ اور یادگار کردی ہیں۔ اسی کو میلاد اور مولود کہا جاتا ہے۔

لغت میں بھی ان عنوانات اور ان کے بیان کو میلاد کہا جاتا ہے اور احادیث رسول میں بھی۔
اگرچہ وضاحت کے لیے مندرجہ بالا آیاتِ کریمہ ہی کافی ہیں تاہم مزید وضاحت کے لیے ترمذی شریف کی حدیثِ مبارکہ کا عنوان بھی ملاحظہ ہو:

مَا جآء فی المیلاد...... ''حضور ﷺ کے میلاد کے بارے میں کیا آیا ہے''۔

کتبِ احادیث میں میلاد کے بیان سے واضح ہے کہ حضور ﷺ کا میلاد پاک بیان کرنا اُمت کے نامور محدّثین کا پرانا معمول ہے اس لیے میلاد سے چڑنے اور چھڑنے کی بجائے صالحین کی اس روایت وعادت کو جاری رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے، آمین۔

حوالہ جات باب نمبر 02

01۔(i) زادالمسیر فی علم التفسیر ابن جوزی ج04 ص40۔ (ii) روح المعانی آلوسی ج11 صفحہ 141۔ (iv) درّ منثور سیوطی ج04 ص330۔ (iii) تفسیر البحر المحیط ابوحیان ج05 ص171 ابوحیان۔

02۔ ارشاد العباد فی عید المیلاد ص26۔

03۔(i) وَ لِلّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم تنویر المقیاس ص471۔(ii) زادالمسیر ابن جوزی ج08 ص260 ......بارسال محمد ﷺ۔(iii) مدارک التنزیل نسفی ج05 ص198 (iv) خازن ج04 ص265۔ (v) البحر المحیط ج8 ص265۔ (vi) تفسیر ابن کثیر ج04 ص364۔(vii) جلالین ص553۔(viii) روح المعانی ج28 ص94-95 (ix) جواہر القرآن طنطاوی ج44 ص175۔

04۔ بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل۔

05۔(i) تفسیر بیضاوی: ج5 ص492 (ii) تفسیر کبیر ج31 ص181 روح البیان: ج1 ص434۔

جائزہ سوالات باب نمبر 02

کل نمبر: 40

سوال نمبر 1: خالی جگہ پُر کیجیے۔ نمبر 15

1۔ اللہ تعالیٰ کے ________ بندے اُس کی بہت بڑی نعمت ہیں۔

2۔ ________ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہیں۔

3۔ محبوبانِ الٰہی کی ولادت باسعادت بھی بہت بڑی ________ ہے۔

4۔ محبوبانِ الٰہی کی ولادت کا ذکر کرنا ________ ادا کرنے کا بہت اچھا ذریعہ ہے۔

5۔ ولادت کے وقت اور ولادت کے بیان کو ________ کہتے ہیں۔

6۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السّلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے میلاد کے دن خاص طور پر ________ بھیجنے کا اہتمام کیا ہے۔

7۔ محبوبانِ الٰہی کی ولادت کا ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کی ________ ہے۔

8۔ سورۃ الحجر: 28، 29 میں ________ علیہ السّلام کی تخلیق و پیدائش بیان ہوئی ہے۔

9۔ سورہ آل عمران: 35، 36 میں ________ کا میلاد بیان ہوا ہے۔

10۔ سورۃ مریم: 16 تا 35 میں ________ کا میلاد بیان ہُوا ہے۔

11۔ سورۃ آل عمران: 38 تا 41 اور سورۃ مریم 01 تا 15 میں ________ کا میلاد بیان ہُوا ہے۔

12۔ سورۃ القصص: 02 تا 14 میں ________ کی ولادت اور رضاعت بیان ہوئی ہے۔

13۔ سورۃ البلد: 03 میں ________ کا میلاد بیان ہوا ہے۔

14۔ سورۃ یونس: 58 میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے ________ کی عظیم الشان ہستی مُراد ہے۔

15۔ سورۃ یونس: 58 میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کے حوالے سے ہمیں ________ منانے کا حکم دیا گیا ہے۔

سوال نمبر 02:   مختصر جوابات تحریر کیجیے۔ 20 نمبر

1۔ دو آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ وحوالہ تحریر کیجیے جن سے واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے اللہ تعالیٰ کی نعمت اور رحمت و برکت کا مرکز ہوتے ہیں۔

2۔ قرآن مجید کی دو آیات کا ترجمہ وحوالہ تحریر کیجیے جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السّلام کا میلاد بیان ہُوا ہے۔

3۔ دو آیات مبارکہ کا ترجمہ وحوالہ تحریر کیجیے جن کے مطابق حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السّلام کی ولادت کے دن اللہ تعالیٰ نے اُن پر خاص سلام بھیجا ہے۔

4۔ سورۃ مریم کی آیت نمبر 39 میں حضرت یحییٰ علیہ السّلام کی کیا کیا صفت وشان بیان ہوئی ہے؟

5۔ سورۃ مریم: 19 میں حضرت مریم علیہا السّلام کی کیا صفت وشان بیان ہوئی ہے؟

6۔ سورۃ مریم: 28 تا 31 سے کیسے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو آئندہ کا غیبی علم عطا فرمایا ہے؟

7۔ سورۃ مریم: 32,31 میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی کیا صفت وشان بیان ہوئی؟

8۔ سورۃ مریم: 30 سے کیسے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نہ تو خدا ہیں اور نہ خدا کے بیٹے؟

9۔ سورۃ مریم کی آیات نمبر 15، 33 سے کیسے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی ولادت، اُن کے وصال اور قیامت میں اُن کے اُٹھائے جانے کے دن خاص قدر واہمیت اور شان وعظمت کے حامل ہیں؟

10۔ سورۃ مریم کی آیت نمبر: 31 سے کیسے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی ولادت، بچپن، جوانی، پختہ عمری اور وصال کے تمام مراکز ومقامات خاص قدر واہمیت اور شان وعظمت والے ہوتے ہیں؟

سوال نمبر 03:   باب نمبر 03 کے مضامین کا خلاصہ بیان کیجیے۔ 05 نمبر

باب نمبر 3

حضور ﷺ کا طرزِ عمل

احادیثِ مبارکہ

1۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی ولادت گاہ پر حضور ﷺ کا نماز پڑھنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے سفرِ معراج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السّلام نے بیت اللحم کے مقام پر مجھ سے کہا: آپ بُراق سے اُتریے اور نماز پڑھیے۔ میں نے اُتر کر نماز ادا کی۔ تو انہوں نے کہا:

أتدری این صلّیت؟ قلت: اللّٰہ اعلم قال: صلّیت ببیت لحم حیث ولد عیسیٰ علیہ السّلام...... [01]

"کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا: اللہ خوب جانتا ہے۔ جبرائیل نے کہا: آپ نے بیت اللحم پر نماز پڑھی ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے"۔

2۔ حضور ﷺ کا برسرِ محفل اپنا میلاد بیان کرنا:

1۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

......دعوۃ ابی ابراھیم و بشریٰ عیسیٰ ورأت اُمّی انّہ یخرج منھا نور اضائت منہ قصور الشّام [02]

"میں اپنے باپ حضرت ابراھیم کی دعا اور حضرت عیسیٰ (علیھما السّلام) کی بشارت ہوں (میری ولادت کے وقت) میری والدہ نے دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے"۔

نوٹ: ذہبی نے اپنی تلخیص میں اس حدیث کی موافقت کی اور اسے صحیح بتایا ہے۔

2 ۔ قدرے اضافے کے ساتھ اسی مضمون کی حدیثِ مبارکہ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے متعدد کتب حدیث میں منقول ہے[03]۔

3۔ خالد بن معدان کی روایت سے یہ بھی واضح ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے وقتِ ولادت کی کرامات ایسے موقع پر بیان فرمائیں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت موجود تھی[04]۔

4۔ ''حضرت مطلب بن ابی وداعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے گویا انہوں نے کوئی (ناگوار) بات سنی تھی۔ آپ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: میں کون ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں آپ پر سلامتی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے بہترین میں رکھا۔ پھر ان کے دو گروہ بنائے تو مجھے بہترین قبیلے میں رکھا۔ پھر ان کے خاندان منتخب کیے تو مجھے ان میں سے بہترین خاندان میں رکھا اور سب سے اچھی شخصیت بنایا''[05]۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی تخلیق وولادت بیان کرنے کے لیے محفل منعقد کرنا خود آپ کی سنت ہے۔

3۔ حضور ﷺ کا اپنی ولادت کی یاد منانا اور خاص اہتمام کرنا:

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

انّ رسول اللّٰہ ﷺ سئل عن صوم یوم الاثنین؟ قال ذاك یوم ولدتُّ فیه و یوم بعثت او انزل علیّ فیه[06]

''(حضور نبی کریم ﷺ ہر پیر کے دن روزہ رکھتے تھے) آپ سے پیر کے دن کے (اس) روزہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن میری بعثت ہوئی اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا''

اپنی ولادت کی خوشی میں کھانے کا اہتمام کرنا:

4۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

انّ النّبیّ ﷺ عقّ عن نفسه بعد النّبوّة / بعد ما بعث نبیًّا [07]

''حضور نبی کریم ﷺ نے بعثت ونبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا''۔

حقیقت یہ ہے کہ بعثت کے بعد حضور ﷺ نے اپنی ولادت باسعادت کی خوشی اور شکر کے اظہار کے طور پر دعوت وضیافت کا اہتمام کیا تھا جسے ولادت کے ساتھ نسبت کی وجہ سے عقیقہ کہا گیا ہے ورنہ معروف طریقہ پر آپ کا عقیقہ آپ کی ولادت کے ساتویں دن آپ کے دادا عبدالمطلب کی طرف سے کر دیا گیا تھا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

5۔ لمّا ولد النّبیّ ﷺ عقّ عنه عن عبدالمطلب بکبش [08]

''حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ کے دادا عبدالمطلب نے مینڈھا ذبح کر کے آپ کا عقیقہ کیا''۔

اگر کوئی کہے کہ آپ ﷺ نے اپنا عقیقہ دوبارہ اس لیے کیا تھا کہ آپ کا پہلا عقیقہ ایامِ جاہلیت میں کیا گیا تھا تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کا نکاح بھی تو ابو طالب نے ایامِ جاہلیت میں حضور ﷺ کے اعلانِ نبوت سے پہلے پڑھایا تھا تو حضور ﷺ نے بعثت کے بعد اس نکاح کی تجدید کیوں نہ کی؟

لہٰذا یہ مان لینا چاہیے کہ حضور ﷺ نے اپنی بعثت کے بعد اپنی ولادت کی خوشی اور شکرانے میں دعوت وضیافت کا اہتمام کیا تھا۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

وظهر لی تخریجه علی أصلٍ آخر، هو ما أخرجه البیهقی عن أنس رضی اللہ عنہ أنّ النّبی عقّ عن نفسه بعد النّبوّة مع أنّه قد ورد أن جده عبدالمطلب عقّ عنه فی سابع ولادته و العقیقة لا تعاد مرّة ثانیة فیحمل ذلك علی أن

الذی فعله النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلم اظهارًا للشّکر علی ایجاد اللّٰه ایاه رحمة للعالمین وتشریفًا لأمتهٗ کما کان یصلی علی نفسه لذلك فیستحب لنا أیضًا اظهار الشّکر بمولده باجتماع الاخوان واطعام الطعام ونحوذلك من وجوه القربات واظهار المسرات (09)

''یوم میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی ایک اور دلیل مجھ پر ظاہر ہوئی ہے۔ وہ ہے جو امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت کے بعد خود اپنا عقیقہ کیا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدائش کے ساتویں روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیقہ کر چکے تھے اور عقیقہ دو بارہ نہیں کیا جاتا۔ پس یہ واقعہ اسی پر محمول کیا جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو اللہ کی طرف سے تمام جہانوں کے لئے رحمت اور اپنی اُمت کے مشرف کیے جانے کی وجہ سے اپنی ولادت کے شکر کے اظہار کے لیے ایسا کیا۔ اس طرح ہمارے لیے مستحب ہے کہ ہم بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یومِ ولادت پر خوشی کا اظہار کریں اور کھانا کھلائیں اور دیگر عبادات بجالائیں اور خوشی کا اظہار کریں''۔

6۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میلا د پڑھنا:

حضرت خریم بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر تھے۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انّی ارید ان امدحك...... میں آپ کی تعریف کرنا چاہتا ہوں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: هات لا یفضض اللّٰه فاك...... اللہ تعالیٰ تمہارا منہ سلامت رکھے۔

تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت سے پہلے آپ کے نور مبارک کے مختلف مقامات پر سفر و قیام کے اشعار کے علاوہ یہ نعتیہ شعر پڑھا:

و انت لمّا ولدت اشرقت O الارض و ضاءت بنورك الافق (10)

''اور آپ وہ ہستی ہیں کہ جب آپ کی ولادت ہوئی (تو) ساری زمین چمک اُٹھی اور آپ کے نور سے سارا افق جگمگا اُٹھا''۔

حضرت حسّان رضی اللہ عنہ کا میلاد پڑھنا:

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا قصیدۂ میلاد یوں پڑھا :

و احسنُ منك لم ترقطّ عینی O اجمل منك لم تلدِ النّساءُ

خلقت مبرّاً مَن کلِّ عیبٍ O کانّك قد خلقت کما تشاءُ

''یارسول اللہ (ﷺ)! آپ سے زیادہ خوب صورت تو کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں۔ آپ سے زیادہ حسن و جمال والا کسی ماں نے جنا ہی نہیں ۔ آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا۔ گویا آپ کو ایسا ہی پیدا فرمادیا گیا جیسا آپ نے پسند فرمایا''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اشعار پڑھنا اور حضور ﷺ کا پسند فرمانا:

ایک دن جب حضور ﷺ کی پیشانی مبارک سے ٹپکنے والے پسینہ مبارک سے نور پیدا ہونے لگا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اگر (عرب کا مشہور شاعر) ابو کبیر ہذلی اس وقت آپ کو دیکھ لیتا تو یقیناً جان لیتا کہ آپ اس کے شعر کے زیادہ حق دار ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ ابو بکر ہذلی کیا کہتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ وہ کہتا ہے:

ومبرَّءٍ مِن کُلِّ غُبَّرا حَیضَةٍ O وَ فَسَادِ مُرْضِعَةٍ وَ داءِ مُغْیَلِ

فِاذا نَظرتَ اِلٰی اَسِرَّةِ وَجْهِهٖ O بَرِقَتْ کَبَرْقِ العَارضِ الْمُتَهَلِّلِ (11)

میرا محبوب و ممدوح حیض و نفاس اور ولادت و رضاعت کی ہر آلودگی، خرابی اور تکلیف سے پاک ہے۔ جب تو اس کے چہرے کو دیکھے تو تجھے دمکتے ہوئے رخسار کی چمک دمک معلوم ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: (یہ اشعار سن کر) حضور ﷺ میری طرف تشریف لائے اور میری پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تجھے جزاءِ خیر عطا فرمائے، اتنا تو تم بھی میری طرف سے خوش نہیں ہوگی جتنا میں تم سے خوش ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے گھر محفلِ میلاد کا انعقاد:

عن ابن عباس انّه كان يحدث ذات يوم فى بيتهٖ وقائع ولادته ﷺ يقوم فيستبشرون و يحمدون الله و يصلّون عليه فاذا جاء النّبىّ ﷺ قال: حلّت لكم شفاعتى (12)

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک دن اپنے گھر میں لوگوں کے سامنے حضور ﷺ کی ولادت کے واقعات بیان فرما رہے تھے تو شرکاءِ محفل خوش ہو رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور حضور نبی کریم ﷺ پر درود پاک پڑھ رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا: تمہارے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی"۔

حضرتُ عامر انصاری رضی اللہ عنہ کی محفلِ میلاد اور حضور ﷺ کی خوش خبری:

حضرت ابوالدّرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مررت مع النّبى ﷺ الى بيت عامر الانصارى و كان يعلّم وقائع ولادته عليه السلام لا بنائهٖ و عشيرتهٖ و يقول هٰذا اليوم هٰذ اليوم فقال عليه الصّلوٰة والسّلام: انّ اللّٰه فتح لك ابواب الرّحمة وملائكتهٖ كلّهم يستغفرون لك و من فعل فعلك نجى نجاتك (13)

میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ حضرت عامر انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر گیا۔ وہ اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں کو حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات کی تعلیم دے رہے تھے اور فرما رہے تھے: یہی وہ دن ہے، یہی وہ دن ہے (جس دن آپ پیدا

ہوئے)۔ حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے ہیں اور اس کے فرشتے تمہارے لیے بخشش کی دعائیں مانگ رہے ہیں اور جو شخص تمہاری طرح یہ کام کرے گا وہ تمہاری طرح نجات پائے گا۔

حاصلِ کلام:

حضور ﷺ نے ہر پیر کے دن خود روزہ رکھ کر اور بعثت کے بعد میلاد کی خوشی اور شکرانے میں دعوت وضیافت کا اہتمام کر کے واضح کر دیا کہ دن مقرر کر کے آپ کی ولادت باسعادت کی نسبت سے خوشی کا اظہار کرنا اور دعوت وضیافت کا اہتمام کرنا خود آپ ﷺ کی سنت ہے۔

علاوہ ازیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے میلادی اشعار پڑھنے، میلاد کی محفلیں منعقد کرنے اور ان محافل میں خود سرکار ﷺ کے شرکت کرنے اور پسند فرماتے ہوئے بشارتیں ارشاد فرمانے سے بھی آپ ﷺ کے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک ان محافل کا مقام ومرتبہ معلوم ہوا۔

لہٰذا میلاد کی اصل یعنی بنیادی دلیل موجود ہونے کے باوجود اسے بری بدعت قرار دینا جہالت وگمراہی کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے، آمین۔

حوالہ جات باب نمبر 03

01- (i) سنن نسائی کتاب الصلوٰۃ باب فرض الصلوٰۃ۔ (ii) مسند بزار ج08 ص410۔ (iii) معجم کبیر طبرانی ج07 ص283۔ (iv) دلائل النبوۃ بیہقی ج2 ص356۔ (v) مجمع الزوائد ج01 ص73 (vii) فتح الباری ج07 ص199

02- (i) مسند احمد ج5 ص265۔ (ii) صحیح ابن حبان ج14 ص313۔ (iii) تاریخ کبیر بخاری ج5 ص342۔ (iv) تاریخ اوسط بخاری ج1 ص13۔ (v) معجم کبیر طبرانی ج ص175۔ (vi) حلیۃ الاولیاء ابو نعیم ج6 صفحہ 90۔ (vii) مستدرک حاکم کتاب اخبار نبینا ج3 ص202۔ (viii) البدایۃ والنہایہ ج2 ص275۔ (ix) مجمع الزوائد ج8 ص289۔

03- (i) مسند احمد ج 04 ص 127-128 الرقم 16770، 16712 (ii) صحیح ابن حبان ج 14 ص312-313 الرقم 6404 (iii) مستدرک حاکم ج 02 ص 656 الرقم: 4175 (iv) معجم کبیر طبرانی

ج18 ص 252-253 (v) شعب الایمان بیہقی ج2 ص134 (vi) فتح الباری ابن حجر عسقلانی ج6 ص583(vii) تفسیر ابن کثیر ج1 ص185(viii) البدلیۃ والنھایہ ابن کثیر ج2 ص321 (ix) مجمع الزوائد ہیثمی ج8 ص223۔

04- (i) مستدرک حاکم ج02 ص656، امام ذہبی نے امام حاکم کی تصحیح کی تائید کی ہے (ii) جامع احکام القرآن امام قرطبی ج02 ص131 (iii) جامع البیان طبری ج1 ص556 (iv) تفسیر ابن کثیر ج04 ص361 (v) سیرۃ ابن اسحاق ج1 ص28 (vi) سیرت ابن ہشام ج01 ص302۔

05- ترمذی ابواب المناقب

06- (i) صحیح مسلم کتاب الصّیام باب استحباب صوم یوم الاثنین۔ (ii) سنن کبریٰ بیہقی ج04 ص286، 300 ۔(iii) سنن کبریٰ نسائی ج02 ص146 ۔(iv) مسند احمد ج05 ص296-297۔ (v) مصنف عبدالرزّاق ج04 ص296۔ (iv) مسند ابویعلیٰ ج01 ص134۔

07- (i) سنن بیہقی کبریٰ ج09 ص300۔ (ii) تہذیب الاسماء واللّغات نووی ج02 ص557۔ (iii) فتح الباری ج09 ص595، تہذیب التھذیب ج05 ص340۔ (iv) تہذیب الکمال فی اسماء الرّجال مزی ج16 ص32۔(v) معجم اوسط طبرانی ج01 ص298۔

08- (i) تاریخ دمشق ابن عساکر ج03 صفحہ 32۔ (ii) انسان العیون حلبی ج01 صفحہ 128۔ (iii) خصائص کبریٰ سیوطی ج01 ص134۔ (iv) التّمہید ابن عبدالبرّ ج21 ص61۔ (v) الاستیعاب ابن عبدالبرّ ج01 ص51۔ (vi) الثّقات ابن حبان ج01 ص42۔ (vii) جامع احکام القرآن قرطبی ج02 ص100۔ (viii) زادالمعاد ابن قیّم ج01 ص81۔

09- (i) حسن المقصد فی عمل المولد 64-65۔(ii) الحاوی للفتاویٰ سیوطی صفحہ 206 ۔(iii) شرح المواھب اللّدنیہ زرقانی ج1 ص263-264۔

10- (i) معجم کبیر طبرانی ج04 ص213 (ii) الاستعیاب ابن عبدالبر ج02 ص 447 (iii) مستدرک حاکم ج03 ص639 (iv) البدلیۃ والنّھایہ ج3 ص28 (v) مجمع الزوائد ج8 ص284۔

11- (i) حلیۃ الاولیا ابونعیم ج2 ص46 (ii) سنن کبریٰ بیہقی ج7 ص422 (iii) تاریخِ بغداد خطیب بغدادی ج13 ص252-253 (iv) تہذیب الکمال المزی ج28 ص319 (v) خصائص کبریٰ سیوطی ج1 ص76، فیض القدیر مناوی ج5 ص72۔

12-13- الدرّ المنظم ص95 بحوالہ التنویر فی مولد البشیر النذیر، ابوالخطاب ابن دحیہ کلبی اندلسی

جائزہ سوالات باب نمبر 03

کل نمبر:30

سوال نمبر 1: خالی جگہ پُر کیجیے۔ 10 نمبر

1۔ سفرِ معراج کے دوران حضور نبی کریم ﷺ نے وہاں نماز ادا کی جہاں حضرت ______ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی۔

2۔ سفرِ معراج میں خاص اس جگہ نماز پڑھنے سے ثابت ہوا کہ محبوبانِ الٰہی کی ______ کا مقام خاص اہمیت و برکت کا حامل ہوتا ہے۔

3۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہ والی حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے خود اپنا ______ بیان فرمایا۔

4۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے وقت آپ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اپنے جسم سے ______ نکلتے دیکھا۔

5۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے وقت ______ کو دیکھ لیا۔

6۔ حضور ﷺ اپنی ______ کی خوشی اور شکر گزاری کے طور پر ہر پیر کو روزہ رکھتے تھے۔

7۔ حضور ﷺ کے ہر پیر کو روزہ کا خاص اہتمام کرنے سے ثابت ہُوا کہ دن مقرر کر کے آپ ﷺ کی ولادت کے دن خوشی اور شکر گزاری کا اہتمام کرنا آپ ﷺ کی ______ ہے۔

8۔ ______ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ کا عقیقہ کر دیا تھا۔

9۔ ایک مرتبہ عقیقہ کر دیا جائے تو دوبارہ نہیں کیا جاتا۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی بعثت کے بعد اپنی ولادت باسعادت کی نسبت سے ______ کا اہتمام فرمایا۔

10۔ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کا نکاح ______ نے پڑھایا تھا جسے آپ نے برقرار رکھا اور بعثت کے بعد تجدید نہیں فرمائی۔

سوال نمبر 02: مختصر جوابات تحریر کیجیے۔ 20 نمبر

1۔ حضور ﷺ کے سفرِ معراج کی حدیثِ مبارکہ کے اُن الفاظ کا ترجمہ وحوالہ تحریر کیجیے جن سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی ولادت کا مقام خاص قدر و عظمت والا ہوتا ہے۔

2۔ حدیثِ مبارکہ کے حوالے سے بتایئے کہ حضور ﷺ نے اپنا میلاد بیان کرتے ہوئے وقت ولادت کی کیا کرامت اور شان و عظمت بیان فرمائی؟

3۔ حدیثِ مبارکہ کے ترجمہ وحوالہ سے واضح کیجیے کہ حضور ﷺ اپنی ولادتِ باسعادت کی یاد مناتے ہوئے ہر پیر کے دن کیا اہتمام فرماتے تھے؟

4۔ حدیثِ مبارکہ کا خلاصہ بیان کیجیے جس سے واضح ہو کہ حضور ﷺ نے اپنی تخلیق و پیدائش کا جلسہ منعقد کیا تھا۔

5۔ حدیثِ مبارکہ کے الفاظ کا ترجمہ وحوالہ تحریر کیجیے جس سے واضح ہو کہ حضور ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں اپنی ولادت باسعادت کی نسبت سے کھانے کا اہتمام کیا تھا نیز بعثت کے بعد عقیقہ والی حدیث مبارکہ سے علماءِ اسلام نے کیا نتیجہ اخذ کیا؟

6۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حضور ﷺ کی خدمت میں پڑھے گئے میلادی شعر اور حضور ﷺ کے دعائیہ کلمات کا ترجمہ کیجیے۔

8۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پڑھے ہوئے شعر اور حضور ﷺ کے جوابی الفاظ کا ترجمہ تحریر کیجیے۔

9۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا میلاد پڑھتے ہوئے آپ کی کیا شان وعظمت بیان کی؟

10۔ حضرت ابن عباس اور حضرت عامر انصاری (رضی اللہ عنہم) کے گھر میں منعقد ہونے والی محافلِ میلاد پر حضور ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

باب نمبر 4

خوشی منانے اور شکر ادا کرنے کی مروّجہ شکلیں

1۔ محفل منعقد کرنا اور درود وسلام پڑھنا

محفل منعقد کرنے، حضور ﷺ کی خدمت میں درود وسلام کے نذرانے پیش کرنے اور شرکاء کو کھانا کھلانے سے کسی مخبوط الحواس کے سوا کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا اور پھر تیسرے باب میں معتبر کتبِ حدیث سے احادیثِ مبارکہ پیش کی گئی ہیں جن سے واضح ہے کہ حضور ﷺ نے برسرِ محفل اپنی تخلیق اور ولادتِ مبارکہ بیان فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محافل کو پسند فرمایا۔ اگر کوئی درود وسلام کے صیغوں پر اپنے خدشات رکھتا ہو تو اُسے سورۃ احزاب کی آیت درود وسلام (آیت نمبر 37) اور متعلقہ احادیثِ مبارکہ سامنے رکھتے ہوئے غور کرنا چاہیے کہ کیا کسی جگہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ نے درود وسلام کے الفاظ اور وقت کی ایسی قید لگائی ہے کہ اس کے علاوہ الفاظ اور وقت میں درود وسلام پڑھنا ناجائز و منع ہو؟

جب ایسا نہیں ہے تو پھر اپنی طرف سے قید لگانے اور یہ کہنے کا کیا جواز ہے کہ فلاں الفاظ ہی کے ساتھ پڑھا جائے اور فلاں اوقات ہی میں پڑھا جائے اور فلاں اوقات میں اور فلاں کام سے پہلے یا بعد میں نہ پڑھا جائے۔ پھر بھی طبیعت میں تنگی پیدا ہو تو آپ نماز والا درود یعنی درود ابراہیمی اور نماز والا سلام یعنی السّلام علیك ایّها النّبیّ پڑھ لیں مگر ہمیں یقین ہے کہ آپ یہ درود اور سلام بھی نہیں پڑھ سکیں گے اس لیے کہ نماز والے سلام میں السّلام علیك ایّها النّبیّ کے الفاظ کے ذریعے حضور ﷺ کو مخاطب کیا جاتا ہے جس سے السّلام علیك یا رسول اللّٰہ کہنا جائز ثابت ہوتا ہے اور وہ آپ کو قبول نہیں۔ رہا درودِ ابراہیمی تو آپ کتاب لکھنے یا گفتگو کرنے کے دوران جب اور جتنی مرتبہ بھی حضور ﷺ کا نام نامی آتا ہے صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ...... یا...... علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ...... تو کہتے ہیں بار بار درودِ ابراہیمی نہیں پڑھتے اور صلّے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم ...... یا

......علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کہنا جائز ہے تو پھر دیگر الفاظ اور صیغے کیوں جائز نہیں ہیں؟

2۔ درود وسلام پڑھتے وقت قیام کرنا

جہاں تک محفلِ میلاد میں یا دیگر مواقع پر درود وسلام پڑھتے وقت قیام کا تعلق ہے تو ایسا کرنا فقط ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کے فرحت وسرور اور اس کی تعظیم وتکریم کے باعث ہوتا ہے نہ کہ اس اعتقاد کے ساتھ کہ حضور ﷺ تشریف لانے کے پابند ہیں۔ ہاں آپ ﷺ چاہیں تو اپنی مرضی سے ایسا کر سکتے ہیں۔ رہا دیگر ذکر وبیان میں قیام نہ کرنا اور خاص درود وسلام کے موقع پر قیام کرنا تو اس کی وجہ اصلی یہ ہے کہ درود وسلام میں شرکاء وسامعین دیگر تمام مواقع کی نسبت کہیں زیادہ یک سُوئی اور محویت کے ساتھ سرکارِ عالی وقار ﷺ کی طرف راغب اور متوجہ ہوتے ہیں۔

اور یہ قیام زمانۂ حاضر کی ایجاد نہیں بلکہ صدیوں سے عوام تو عوام، ایسے عظیم الشّان علماءِ امت کا معمول رہا ہے جن کا مقام ومرتبہ سب کے ہاں معتبر اور مسلّم ہے۔ ان میں اماموں کے امام حضرت تقی الدین سبکی، علامہ برہان الدین حلبی صاحبِ انسان العیون، عالمِ کامل عارف باللہ سید جعفر برزنجی، فقیہ ومحدث مولانا عثمان بن حسن دمیاطی صاحبِ رسالہ اثباتِ قیام، خاتم المحدثین سید احمد زین دحلان مکی صاحبِ الدرّ السنیہ جیسے اکابر علماء کے نام نہایت نمایاں ہیں۔

مولانا عثمان بن حسن دمیاطی اثباتِ قیام میں فرماتے ہیں:

قد اجتمعت الامة المحمدیہ من اھل السنة والجماعة علی استحسان القیام المذکورو قد قال ﷺ لا تجتمع امتی علی الضلالة

"بے شک اُمتِ محمدیہ سے اہلِ سنت وجماعت کا اجماع واتفاق ہے کہ یہ قیام مستحسن ہے اور بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوتی"

حضرت امام سید جعفر برزنجی فرماتے ہیں:

قد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف آئمہ ذو روایة و درایة (01)

"بے شک حضور نبی کریم ﷺ کے ذکرِ ولادت کے وقت قیام کرنا ان اماموں نے

اچھا اور نیک سمجھا ہے اور جو صاحب روایت و درایت تھے"

علامہ سید احمد بن زین دحلان مکی الدر السنیہ میں فرماتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ کی تعظیم سے ہے حضور کی شبِ ولادت باسعادت کے وقت کھڑا ہونا

اور مجلس میں حاضرین کو کھانا دینا اور ان کے سوا نیکی کی اور باتیں کہ مسلمانوں میں

رائج ہیں کہ یہ سب نبی اکرم ﷺ کی تعظیم سے ہیں اور یہ مسئلہ محفلِ میلاد اور اس کے

متعلقات کا ایسا ہے، جس میں مستقل کتابیں لکھی گئیں اور بکثرت علماءِ دین نے اس کا

اہتمام فرمایا اور دلائل و براہین سے بھری ہوئی کتابیں تالیف فرمائیں تو اس مسئلہ میں

کلام کو طول دینے کی ضرورت نہیں"۔

جن احادیث مبارکہ میں کسی کے لیے قیام کرنے سے منع کیا گیا ہے وہ مطلق قیام نہیں بلکہ عجمی طرز کا وہ قیام ہے، جس میں بادشاہ یا کوئی اور شخص اس بات کی تمنا رکھتا ہو اور اس کو حکماً نافذ رکھتا ہو کہ اُس کے آنے پر حاضرین کھڑے ہو جائیں اور جب تک وہ وہاں بیٹھا ہو، کھڑے رہیں۔ ثبوت کے لیے ملاحظہ ہو درج ذیل حدیثِ مبارکہ:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من سرّہ ان یتمثّل لہ الرّجال قیاماً فلیتبوّأ مقعدہ من النّار [02]

"جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ لوگ اس کے لیے بُت کی طرح کھڑے ہوں تو وہ

اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے"

محفل میں حضور ﷺ کے ذکر پاک اور درود و سلام کے موقع پر کیے جانے والے قیام کو اس سے کیا تعلق و نسبت حاصل ہے؟ یہاں تو بغیر آپ ﷺ کے تقاضا و مطالبہ اور تاکید کے شرکاءِ محفل درود و سلام میں خاص آپ ہی کی جانب مکمل توجہ مرکوز ہو جانے کے باعث وفورِ شوق، فرطِ مسرت اور جوشِ عقیدت سے اپنے آپ کھڑے ہوتے ہیں جب کہ عجمی طرز کا قیام تو بادشاہ کے متکبرانہ

رویہ اور رعایا کی مجبوری کی وجہ سے ہوتا ہے لہٰذا ہمارے قیامِ فرحت و تعظیم کو اس عجمی طرز کے قیام کے مشابہ قرار دینا اور وہی ممانعت کا حکم یہاں جڑنا کہاں درست ہے؟

3۔ میلاد کا جلوس

رہا حضور پرنور ﷺ کی ولادتِ باسعادت کی خوشی کے موقع پر جلوس کا اہتمام کرنا تو کیا حضور ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری کی خوشی میں فرحت و مسرت کے اظہار کے طور پر اہلِ مدینہ نے یا محمد یا رسول کے نعرے لگاتے ہوئے جلوس نہیں نکالے تھے؟

آیئے ملاحظہ فرمایئے صحیح مسلم کے الفاظ:

فصعد الرّجال والنّساء فوق البیوت و تفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون یا محمد یا رسول اللّٰہ یا محمدیا رسول اللّٰہ (03)

''تو مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور خدام راستوں میں پھیل گئے جو یا محمد یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ (کے نعروں) کی ندا کر رہے تھے''۔

اہم سوال: کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ جلوس ولادت باسعادتِ کے جلوس کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتے اور اگر پھر بھی میں نہ مانوں کی ضد برقرار ہے تو بتایئے کہ دینی، سماجی، سیاسی اور فلاحی جماعتوں کے آئے دن نکلنے والے جلوسوں اور ریلیوں کے جواز کی کیا دلیل ہے؟ اور کیا کسی ایسی جماعت کی نشان دہی کی جاسکتی ہے جس نے کبھی جلوس، ریلی وغیرہ منعقد نہیں کی؟ یا وہ انہیں حرام قرار دیتی ہو؟

اگر جماعتوں کے ان جلوسوں اور ریلیوں کی دورِ صحابہ میں کوئی مثال اور دلیل نہیں ملتی تو پھر انہیں بدعتِ مذمومہ، مردود اور جہنم والا کام قرار دینے میں ہچکچاہٹ کیوں ہے؟ کیا اہلِ سنت کے معمولات کو جھٹ سے بلا جھجک بدعت قرار دینے والوں سے انصاف اور یکساں معیار کا تقاضا و مطالبہ کرنا ہمارا حق نہیں؟

4۔ یومِ ولادت کو یومِ عید کہنا

جہاں تک 12 ربیع الاوّل کو عید کا دن قرار دینے کا تعلق ہے تو گزشتہ صفحات میں اس کے حوالے سے مدلّل وضاحت ہو چکی۔ تاہم خلاصۃً پھر عرضِ خدمت ہے کہ جب جمعہ کا دن عید کا دن قرار پایا ہے تو پھر حضور ﷺ کے یومِ ولادت کے عید کا دن ہونے میں کیا امر شرعی مانع اور حائل ہے۔

جمعہ کے دن کو عید قرار دینے سے اس اُلجھن کا بھی خاتمہ ہو جانا چاہیے کہ اسلام نے سال میں صرف دو دنوں کو ہی عید کے دن قرار دیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رب تعالیٰ سے نزول مائدہ کی دُعا (المائدہ: 114) میں اس دن کو عید قرار دینے سے واضح طور پر ثابت ہے کہ خوشی کے دن کو عید قرار دینا نہ صرف جائز ہے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سنت بھی ہے۔ رہا یہ سوال کہ حضور ﷺ نے جس طرح عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو عیدیں قرار دے کر ان دنوں میں خاص عبادت کا اہتمام مشروع فرمایا ہے اس طرح نہ تو اپنے میلاد کے دن کو عید کا دن قرار دیا اور نہ ہی اپنی امت کو خاص عبادت کا مکلّف کیا تو معتبر علماءِ اسلام نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ چوں کہ یومِ ولادت کی نسبت آپ کی ذات کے ساتھ ہے اور آپ اپنی امت کے ساتھ نہایت شفیق اور مہربان ہیں اس لیے اپنے حوالے سے امت پر دیگر عیدوں کی سی عبادت لازم نہ کر کے آسانی عطا فرمائی ورنہ ان عبادات کے ترک پر گناہ و وبال ہوتا اور آپ ﷺ کے لیے گراں گزرتا۔

امام ابو عبداللہ بن الحاج مالکی نے بھی اپنی کتاب ”المدخل“ ج 2 ص 2-4 میں یہی لکھا ہے۔

5۔ دن مقرر کرنا

بعض لوگ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی منانے کو جائز سمجھنے کے باوجود مروّجہ محافلِ میلاد کو اس لیے ناجائز قرار دیتے، خود ان محافل میں شرکت سے گریز کرتے اور دوسرے کو روکتے ہیں کہ ان کے نزدیک میلاد کی خوشی منانے کے لیے دن مقرر کرنا ناجائز و حرام ہے۔ ایسا

کہتے ہوئے وہ اس عمومی انسانی فطرت اور نفسیات کو بالکل نظر انداز کردیتے ہیں کہ کوئی واقعہ کتنا ہی اہم کیوں نہ ہو، اس کی یاد اور اس یاد کے نتیجے میں پیدا ہونے والی کیفیت سارا سال ایک سطح پر برابر برقرار نہیں رہتی۔ البتہ جب واقعہ والا دن دوبارہ آتا ہے جس دن گزشتہ دور میں وہ واقعہ رونما ہوا تھا تو اس واقعہ کی یاد خاص طور پر تازہ ہو جاتی ہے اور انسان ایک خاص کیفیت سے سرشار ہو جاتا ہے۔

خوشی یا غم کے حوالے سے یہ حقیقت دو چار افراد نہیں سب کے ساتھ پیش آتی ہے۔ یہی حال واقعات کے ساتھ تعلق رکھنے والے مقامات کا ہے۔ انسانی زندگی کی مصروفیات اور مختلف طرح کی سرگرمیوں کی وجہ سے توجہ، رغبت اور یادیں متاثر ہوتی ہیں۔ تاہم مخصوص ایام اور مخصوص مقامات توجہ، رغبت اور یادوں کو تازہ کردیتے ہیں۔ جو اس عمومی انسانی فطرت اور نفسیات کو جھٹلاتا ہے، وہ محض تجاہلِ عارفانہ سے کام لیتا ہے۔ اس لیے اس کے اعتراض کی کوئی وقعت و اہمیت نہیں۔

اور پھر پہلے اور تیسرے باب میں پیش کردہ احادیثِ مبارکہ اور محدثین کرام کی عبارات نے تو اس اعتراض کے غبارے سے بالکل ہوا نکال دی ہے۔

6۔ مروّجہ جشن عید میلاد النبی ﷺ

سابقہ صفحات سے یہ حقیقت تو آپ نے جان لی کہ جشن عید میلاد النبی کے الگ الگ اجزاء کا وجود تو خود حضور نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فکر و عمل سے ثابت و واضح ہے تاہم ان اجزاء کا ایک ساتھ مکمل مروّجہ شکل میں پایا جانا تو اس کا آغاز قرونِ ثلاثہ کے بعد ہوا۔

قرونِ ثلاثہ کے بعد ماہ ربیع الاوّل میں خاص طور پر باقاعدہ کثرت سے مذکورہ بالا تمام اجزاء کے مجموعہ پر مشتمل محافلِ میلاد منعقد ہونے لگیں۔ اہلِ اسلام کثرت کے ساتھ ان محافل میں شرکت کرتے، علماء کرام کے دروس و بیانات ہوتے۔ انعامات کی تقسیم اور صدقات و خیرات کا اہتمام ہوتا۔ اربل کے بادشاہ مظفر الدین ابوسعید نے ہر سال ربیع الاول کے مہینے میں سرکاری سطح پر عظیم الشان جشن میلاد کا اہتمام کرکے اسے فروغ دیا تو اس زمانے کے جید علماء نے اس اہتمام کو بہت پسند کیا۔ وہ اس کی عظیم الشان محفل میں شرکت کرتے جہاں شرکاء اپنے آقا و مولا حضور پرنور ﷺ

کے ساتھ اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کرتے اور خوش ہوتے۔ بادشاہ صدقات وخیرات تقسیم کرتا اور ہر سال فرنگیوں سے قیدیوں کو آزاد کرواتا تھا۔

اپنے زمانے کے بلند پایہ عالم ومحقق اور مشہور محدث حافظ ابوالخطاب بن دحیہ کلبی اندلسی نے اس کی محفل میں شرکت کی اور بادشاہ کی درخواست پر ''التنویر فی مولد البشیر والنذیر'' کے عنوان سے میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر کتاب لکھی جس پر بادشاہ نے آپ کو ایک ہزار دینار کا انعام پیش کیا۔ علماء امت نے جشن عید میلاد النبی ﷺ کو کیسا پسند کیا اور اربل کے بارے میں کیا رائے ظاہر فرمائی، اس سلسلے میں البدایہ سے حافظ ابن کثیر کی عبارت ملاحظہ فرمایئے:

وكان يعمل المولد الشريف فى ربيع الاول و يحتفل به احتفالاً هائلاً و كان مع ذلك شهماً شجاعاً فاتكاً بطلاً عاقلاً عالماً عادلاً رحمه الله و اكرم مثواه (04)

''وہ ماہ ربیع الاول میں میلاد مناتا تھا اور عظیم الشان محفلِ میلاد منعقد کرتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بہادر، دلیر، حملہ آور، جری، دانا، عالم اور عادل بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے اور اسے بلند مرتبہ عطا فرمائے''۔

بادشاہ کے ان اوصاف اور اسلامی خدمات کو سامنے رکھتے ہوئے عظیم مسلمان فاتح سلطان صلاح الدین ایوبی نے اپنی بہن ربیعہ خاتون بنت ایوب کا نکاح اس سے کر دیا تھا۔

قالت: كان قميصه لا يساوى خمسة دراهم فعاتبته بذلك، فقال: لبسى ثوباً بخمسة واتصدق بالباقى خير من ان البس ثوباً مثمناً وادع الفقير المسكين و كان يصرف على المولد فى كل سنة ثلاثمائة الف دينار وعلى دارالضيافة فى كل سنة مائة الف دينار وعلى الحرمين والمياه بدرب الحجاز ثلاثين دينار سوى صدقات السّر، رحمة الله تعالى (05)

''وہ کہتی ہیں کہ شاہ کی قمیص پانچ دراہم کے برابر بھی نہ ہوتی تھی۔ پس میں نے

اسے اس بارے میں سوال کیا تو وہ کہنے لگے: میرا پانچ درہم کے کپڑے کو پہننا اور باقی کو صدقہ کر دینا اس سے بہتر ہے کہ میں قیمتی کپڑا پہنوں اور فقراء اور مساکین کو چھوڑ دوں۔ اور وہ ہر سال محفل میلاد النبی ﷺ پر تین لاکھ دینار اور مہمان نوازی پر ایک لاکھ دینار اور حرمین شریفین اور حجاز کے راستے میں پانی پر خفیہ صدقات کے علاوہ تیس ہزار دینار خرچ کرتا تھا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے''۔

شارح صحیح مسلم امام نووی کے شیخ امام ابوشامہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

مثل هذا الحسن يندب اليه و يشكر فاعله و يثنى عليه (06)

''اس نیک عمل کو مستحب قرار دیا جائے گا اور اس کے کرنے والے کا شکریہ ادا کیا جائے گا اور اس کی تعریف کی جائے گی''۔

امام ذہبی نے بھی سیر اعلام النبلاء میں شاہ اربل کے کردار کی تحسین کی اور اس کے اس فعل کو بہت سراہا ہے (07)

میلاد کی خوشی، اس موقع پر محافل کے انعقاد اور کارہائے خیر کا اہتمام کسی ایک ملک وعلاقہ تک محدود نہ تھا بلکہ تمام بلادِ عرب میں ماہِ ربیع الاوّل میں جشن کا سماں ہوتا تھا جیسا کہ محدّث ابن جوزی کی اس عبارت سے ظاہر وواضح ہے:

لا زال اهل الحرمين الشّريفين والمصر واليمن والشّام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النّبىّ ﷺ و يفرحون بقدوم هلال شهر ربيع الاوّل و يهتمون اهتماماً بليغاً على السّماع والقرأة لمولد النّبىّ ﷺ و ينالون بذالك اجراً جزيلاً و فوزاً عظيماً (08)

''حرمین شریفین (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ)، مصر، شام، یمن بلکہ مشرق سے مغرب تک تمام عرب علاقوں کے لوگ ہمیشہ سے میلاد النبی ﷺ کی محفلیں منعقد

کرتے آئے ہیں۔ وہ ربیع الاوّل کا چاند دیکھتے ہی خوشیاں مناتے اور مولود پڑھنے اور سننے کا بہت زیادہ خاص اہتمام کرنے اور اس عمل کی وجہ سے بہت بڑا اجراور کامیابی پاتے"۔

مفتی محمد عنایت احمد کاکوروی (1228-1279ھ) فرماتے ہیں:

"ماہِ ربیع الاول روز دو شنبہ کو آپ ﷺ کے سبب سے شرفِ عظیم ہوا۔ حرمین شریفین اور اکثر بلادِ اسلام میں عادت ہے کہ ماہ ربیع الاول میں محفلِ میلاد شریف کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مجتمع کر کے ذکر مولود شریف کرتے ہیں۔ جواز موجود ہے پھر کیوں ایسے تشدد کرتے ہیں؟ سو یہ اَمر موجب برکات عظیمہ ہے اور سبب ہے اِزیادِ محبت کے ساتھ جنابِ رسول اللہ ﷺ کے؟ بارہویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں یہ متبرک محفل مسجد نبوی شریف میں ہوتی ہے اور مکہ معظمہ میں مکانِ ولادتِ آنحضرت ﷺ میں"(09)۔

مروجہ محفل میلاد اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فکر وعمل:

حاجی صاحب کی شخصیت علمی وروحانی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ دار العلوم دیو بند کے بانی قاسم نانوتوی، سرپرست رشید احمد گنگوہی، عبدالرحمان کاندھلوی، مولوی محمد حسین پانی پتی، مولوی محمد یعقوب نانوتوی اول مدرس مدرسہ دیو بند، مولوی محمد یوسف تھانوی، حافظ محمد ضامن، حکیم ضیاء الدّین رام پوری، مولوی فیض الحسن سہارن پوری، مولوی محی الدین میسوری، مولانا اشرف علی تھانوی، مولوی محمود الحسن دیو بندی وغیرہم جیسے اکابر دیو بند کے علاوہ بہت سے دیگر علماء بھی آپ کے مرید تھے۔

محفلِ میلاد کے حوالے سے آپ کا فکر وعمل جاننے کے لیے مندرجہ ذیل ملاحظہ فرمائیے:

"ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں۔ جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں؟ اور

ہمارے واسطے اتباعِ حرمین کافی ہے۔ البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے۔ اگر اہتمام تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیوں کہ عالمِ خلق مقید بہ زمان و مکان ہے لیکن عالم اَمر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذاتِ بابرکات کا بعید نہیں"(10)۔

"فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اور لذت پاتا ہوں"(11)۔

"رہا یہ عقیدہ کی مجلس مولود میں حضور پُر نور ﷺ رونق افروز ہوتے ہیں تو اس عقیدہ کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے۔ یہ بات عقلاً و نقلاً ممکن ہے بلکہ بعض مقامات پر واقع ہو بھی جاتی ہے۔ اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ حضرت ﷺ کو کیسے علم ہوا آپ کئی جگہ کیسے تشریف فرما ہوئے تو یہ شبہ بہت کمزور شبہ ہے۔ حضور ﷺ کے علم و روحانیت کی وسعت کے آگے۔ جو صحیح روایات سے اور اہلِ کشف کے مشاہدے سے ثابت ہے۔ یہ ادنیٰ سی بات ہے"(12)۔

جشن میلاد منانے والوں میں عوام ہی شامل نہ تھے بلکہ ہر دور میں ایسے ایسے جیّد اور نامور علماء عید میلاد کا جشن منانے کے نہ صرف قائل تھے بلکہ اس موضوع پر کتابیں لکھتے، محافل میں شرکت کرتے اور میلاد کی برکتیں بیان کرتے تھے۔ یہ ہزاروں علماء قرآن و حدیث اور فقہ کے ماہر ہیں اور مختلف علوم و فنونِ دینیہ میں ان کی خدمات سے انکار و فرار حماقت و بے وقوفی بلکہ بہت بڑی جہالت و بے دینی ہے۔ اگر آپ اس عمل کو بدعت مذمومہ اور جہنّم کا باعث قرار دیں گے تو ذرا تصوّر کیجیے کہ اس کا نتیجہ کتنا خطرناک اور بھیانک ہوگا۔ یہ تمام علماء بدعتی اور جہنّمی قرار پائیں گے (معاذ اللہ، معاذ اللہ)۔

تو آپ خود سوچیں کہ ایسا کر کے آپ نے کس کی خدمت کی، دین و شریعت کی یا جہالت و بے دینی کی اور آپ کی اس مذموم اور گھناؤنی حرکت سے کون خوش ہُوا، ربِ رحمان یا لعین شیطان۔

حوالہ جات باب نمبر 04

01-عقد الجوہر فی مولد النبی الازھر، برزنجی۔

02-(i) ترمذی کتاب الآداب باب ماجاء فی کراھیۃ قیام الرجل للرجل (ii) سنن ابوداؤد کتاب الادب۔

03-(i) مسلم کتاب الزھد باب فی حدیث الھجرۃ (ii) صحیح ابن حبان ج15 ص289۔

04-05-البدایۃ والنہایۃ ابن کثیر ج09 ص18۔

06-سبل الہدیٰ والرشاد ج1 ص363۔

07- سیر اعلام النبلاء ج06 ص274۔

08- بیان میلاد النبوی، ابن جوزی ص58۔

09-تواریخ حبیب الٰہ کاکوروی ج14 ص15۔

10-(i) شمائم امدادیہ امداد اللہ ص50 (ii) امداد المشتاق اشرف علی تھانوی ص58۔

11-فیصلہ ہفت مسئلہ امداد اللہ ص07۔

12-فیصلہ ہفت مسئلہ ص06۔

جائزہ سوالات باب نمبر 04

کل نمبر: 25

سوال نمبر 01: مختصر جوابات تحریر کیجیے۔ 20 نمبر

1۔ سورۃ احزاب کی آیت درود و سلام کا ترجمہ تحریر کیجیے۔

2۔ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے درود و سلام کے الفاظ اور وقت کی کوئی قید نہیں لگائی کہ فلاں الفاظ اور فلاں وقت کے علاوہ نہ پڑھا جائے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے علاوہ کسی کا اپنی طرف سے کوئی قید اور پابندی لگانا کیسا ہے؟

3۔ نماز میں حضور اقدس ﷺ پر پڑھے جانے والے ندائیہ سلام...... **السّلام علیك ایّھا النّبیّ**...... کا ترجمہ تحریر کیجیے۔

4۔ **الصّلوٰۃ والسّلام علیك یا نبی اللّٰہ / یا رسول اللہ** کہنا نہ تو شرک ہے اور نہ بدعت۔ دلیل تحریر کیجیے۔

5۔ شریعت نے کسی شخص کے لیے کس طرح کے قیام سے منع کیا ہے؟

6۔ حضور ﷺ کے لیے درود و سلام پڑھتے وقت رائج قیام کی وجہ تحریر کیجیے۔

7۔ ممنوعہ عجمی قیام اور حضور ﷺ کے لیے رائج قیام اور دونوں کے احکام کا فرق واضح کیجیے؟

8۔ حضور اقدس ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری پر اہلِ مدینہ نے کیا طرزِ عمل اختیار کیا اور کیا محبت انگیز نعرے بلند کیے؟

9۔ حضور ﷺ کے میلاد پاک کی خوشی میں نکالے جانے والے جلوس کی بنیادی دلیل تحریر کیجیے۔

10۔ محدّث ابن جوزی، حافظ ابن کثیر، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور دیگر علماءِ امّت کی تصریحات کی روشنی میں میلادِ پاک کے حوالے سے اہلِ اسلام کا طرزِ عمل بیان کیجیے۔

سوال نمبر 02: مروجہ میلاد پاک کے حوالے سے باب نمبر 04 کے مضامین کا خلاصہ بیان کیجیے۔ 05 نمبر

باب نمبر 5

میلاد کے فوائد و برکات

میلاد کی خوشی کرنے پر کافر بھی محروم نہ رہا

جب حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ ﷺ کے چچا ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے اُسے آپ ﷺ کی ولادت کی خوش خبری دی۔ ابولہب نے اپنے بھتیجے کی پیدائش پر خوش ہوتے ہوئے انگلی کے اشارے سے اُسے آزاد کر دیا۔

جب حضور ﷺ نے اسلام کی دعوت دی تو ابولہب نے اسلام قبول کرنے کی بجائے تمام عمر دینِ اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کی شدید دشمنی میں گزار دی اور کفر ہی پر اس کا خاتمہ ہوا۔

حضرت زینب بنتِ ابی سلمہ سے مروی ہے:

......فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ لَهَبٍ اُرِيَهٗ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ حِيْبَةٍ قال لہ: ما ذا لَقِيْتَ؟ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ: لَمْ اَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ اَنِّي سُقِيْتُ فِي هٰذِهٖ بِعِتاقَتِي ثُوَيْبَةَ (1)

"تو جب ابولہب مرا، اُسے اس کے کسی گھر والے نے اسے (خواب میں) بُرے حال میں دیکھا (تو) اُسے پوچھا: تو کس حال میں ہے؟ ابولہب نے کہا: تم سے جدا ہو کر میں نے کوئی بھلائی نہیں پائی سوائے اس کے کہ مجھے ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے اس (انگلی) میں کچھ پلایا جاتا ہے"۔

نوٹ: یہ روایت حدیث و سیرت کی متعدد کتب میں منقول ہے اور دیگر روایات میں ہے کہ ابولہب کو خواب میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا اور اس کا یہ حال آپ نے اس وقت بیان فرمایا جب آپ مشرف بہ اسلام تھے۔ اور یہ بھی کہ ابولہب کے عذاب میں یہ تخفیف ہر پیر کے دن اس کی انگلی میں کچھ پانی کے جاری ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے اس لیے کہ اس نے پیر

کے دن اس انگلی کے اشارے سے اپنی لونڈی کو آزاد کر کے خوشی کا اظہار کیا تھا۔

یہ روایت مُرسل ہے اور مُرسَل روایت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

مرسل وہ روایت ہے جس میں تابعی کے اوپر کوئی راوی ساقط ہو اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل (رحمۃ اللہ علیہم) اور اکثر محدّثین کے مطابق مرسل روایت قابلِ حجت ہوتی ہے جب کہ بیان کرنے والا ثقہ ہو اور ثقہ ہی سے ارسال کرے[2]۔

امام شافعی بھی بعض شرائط کے ساتھ مرسل روایت کو مقبول قرار دیتے ہیں[3]۔

ملاّ علی قاری نے حدیثِ مرسل قبول کرنے تمام تابعین کا اجماع (اتفاق) بیان کیا ہے۔[4]

حاصلِ کلام:

اس سے ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی منانے اور خرچ کرنے کے جواز پر استدلال کیا گیا ہے۔

کافر کے عذاب میں تخفیف کی وجہ:

قدرتِ خداوندی کا عام دستور و قاعدہ ہے کہ کفر پر مرنے والوں کو ان کے کسی اچھے دنیوی عمل کا آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہوگا اور ان کے عذاب میں کوئی تخفیف (کمی) و آسانی نہ ہوگی جیسا کہ قرآنِ مجید کی آیاتِ مبارکہ...... البقرہ:162، آلِ عمران:88، النّحل:85 سے واضح ہے۔

مگر مندرجہ بالا روایت میں ابولہب کے اُخروی عذاب میں تخفیف و آسانی بیان کی گئی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ملاحظہ فرمائیے:

امام بیہقی کی شعب الایمان میں ہے کہ یہ خصائصِ محمدیہ میں سے ہے اس لیے کہ ابولہب کے احسان کا مرجع صاحبِ نبوّت ذات تھی اس لیے اس کا عمل ضائع نہیں کیا گیا[05]۔

شرح السّنہ امام بغوی میں ہے:

هذا خاص به اكراماً لهٗ صلی اللہ علیہ وسلم[06] ”یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام کی وجہ سے ہے“

امام قرطبی فرماتے ہیں: ھٰذا التّخفیف خاص بھٰذا، و بمن وردالنّص فیه [07]۔

''جب نصِ صحیح میں آچکا ہے کہ کافر کو نبی ﷺ کی خدمت کے صلہ میں اجر ملتا ہے تو ایسے مقام پر اسے مانا جائے گا''۔

مختصر سیرۃ الرّسول کی عبارت:

وقد رُؤیَ ابو لھب بعد موتہِ فی النّوم فقیل له ماحالك؟ فقال: فی النّار، اِلّا انّه خُفِفَ عنّی کلَّ اِثنَینِ واَمصی مِن بین اِصبَعِیَّ ھاتین ماءً و اَشار براْسِ اِصبَعِه [08]۔

''روایت کیا گیا ہے کہ ابولہب کو موت کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو پوچھا گیا: تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: آگ میں ہوں مگر ہر پیر کو کمی کی جاتی ہے اور مجھے انگلی کے اس جگہ سے پانی ملتا ہے اور اپنی انگلی کے پورے کی طرف اشارہ کیا''۔

فقال ابن جوزی: ماذا کان ھذا ابو لھب الکافرُالّذی اُنزِلَ القرآنُ بذَمّہٖ جُوزِی بفرحة لیلة مولد النّبیّ ﷺ به فما حال المسلم الموحد من امّته ﷺ یَسُرُّ مولَدہُ؟ [09]

''ابن جوزی کہتے ہیں: جب ابولہب جیسے کافر کو بھی جس کی مذمّت میں قرآن نازل ہوا، حضور ﷺ کے میلاد پر خوشی کی جزا ملی تو حضور کا مسلمان اُمتی کتنا خوش قسمت ہوگا جو حضور کی میلاد پر مسرّت کا اظہار کرتا ہے''۔

ابن جوزی نے مزید فرمایا: و یبذّل ما تصل الیه قدرته فی محبّته ﷺ لعمری انما یکون جزائه من اللّٰه کریم ان یدخله بفضله العمیم جنات النعیم [10]

''جو شخص حسب توفیق حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی کرے بے شک اللہ تعالیٰ اپنے

فضلِ عمیم سے اسے جنت نعیم میں بطور جزا داخل فرمائے گا"۔

حافظ شمس الدین الجزری نے فرمایا: **لعمری انما یکون جزائوہ من اللّٰہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ جنّات النّعیم** (11)

"اللہ کی قسم، میرے نزدیک اللہ کریم ایسے شخص کو اپنے فضل سے نعمتوں بھری جنتوں میں داخل فرمائے گا"۔

امام بخاری نے اس روایت کو اپنی صحیح میں بیان کیا، اُمت کے نامور محدثین نے اس کی صحت وثقاہت پر اعتماد کیا اور اس روایت کو حضور ﷺ کا میلاد منانے، اس پر خرچ کرنے اور بہت بڑا اجر پانے کی بنیاد بنایا۔

میلاد پاک کے فوائد و برکات کی مزید جھلکیاں

میلاد منانے والوں پر برکتوں کا نزول

سراج الہند شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (1159-1239ھ) فرماتے ہیں:

"اور ماہ ربیع الاول کی برکت حضور نبی اکرم ﷺ کی میلاد شریف کی وجہ سے ہے۔ جتنا اُمت کی طرف سے آپ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۂ درود و سلام اور طعاموں کا نذرانہ پیش کیا جائے اُتنا ہی آپ ﷺ کی برکتوں کا اُن پر نزول ہوتا ہے"(12)۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (1114-1174ھ) کا مشاہدہ:

آپ کے بارے میں مفتی عنایت احمد کاکوروی فرماتے ہیں:

"شاہ ولی اللہ ایک ایسا شجر طوبیٰ ہیں جس کی جڑیں تو اپنی جگہ قائم ہیں اور شاخیں جس تمام مسلمانوں کے گھروں تک پھیلی ہوئی ہیں۔ مسلمانوں کا کوئی ٹھکانہ ایسا نہیں جہاں اس درخت کی شاخیں سایہ فگن نہ ہوں اس کے باوجود اکثر لوگ بے خبر ہیں کہ اس درخت کی جڑیں کہاں ہیں"(13)

علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

''ابن تیمیہ اور ابنِ رشد کے بعد بلکہ خود انہی کے زمانے میں جو عقلی تنزل شروع ہوا تھا اس کے لحاظ سے یہ امید نہیں رہی تھی کہ پھر کوئی صاحبِ دل و دماغ پیدا ہوگا لیکن قدرت کو اپنی نیرنگیوں کا تماشا دکھلانا تھا کہ اخیر زمانہ میں جب کہ اسلام کا نفس باز پسیں تھا شاہ ولی اللہ جیسا شخص پیدا ہوا جس کی نکتہ سنجیوں کے آگے غزالی، رازی اور ابن رشد کے کارنامے بھی ماند پڑ گئے''(14)

آپ حرمین شریفین کی ایک محفلِ میلاد میں اپنی شرکت کا حال یوں بیان فرماتے ہیں:

''اس سے پہلے مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کی ولادت با سعادت کے دن ایک ایسی میلاد کی محفل میں شریک ہوا جس میں لوگ آپ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں ہدیۂ درود وسلام عرض کر رہے تھے اور وہ واقعات بیان کر رہے تھے جو آپ ﷺ کی ولادت کے موقع پر ظاہر ہوئے اور جن کا مشاہدہ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے ہوا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ اس محفل پر انوار و تجلیات کی برسات شروع ہوگئی۔ میں نہیں کہتا کہ میں نے یہ منظر صرف جسم کی آنکھ سے دیکھا تھا، نہ یہ کہتا ہوں کہ فقط روحانی نظر سے دیکھا تھا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان دو میں سے کون سا معاملہ تھا۔ بہر حال میں نے ان انوار میں غور و خوض کیا تو مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ انوار اُن ملائکہ کے ہیں جو ایسی مجالس اور مشاہدہ میں شرکت پر مامور و مقرر ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ انوارِ ملائکہ کے ساتھ ساتھ انوارِ رحمت کا نزول بھی ہو رہا تھا''(15)۔

دیدار مصطفیٰ ﷺ کا تحفہ

حجۃ الدین امام محمد بن ظفر المکی (497-525ھ) فرماتے ہیں:

''اہلِ محبت حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی میں کھانے کی دعوت منعقد کرتے آئے ہیں۔ قاہرہ کے جن اصحابِ محبت نے بڑی بڑی ضیافتوں کا انعقاد کیا ان میں شیخ ابو الحسن بھی ہیں جو

کہ ابن قفل قدس اللہ تعالیٰ سرہ کے نام سے مشہور ہیں اور ہمارے شیخ ابو عبداللہ محمد بن نعمان کے شیخ ہیں۔ یہ عمل مبارک جمال الدین عجمی ہمدانی نے بھی کیا اور مصر میں یوسف حجار نے اسے بہ قدر وسعت منعقد کیا اور پھر انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو (خواب میں) دیکھا کہ آپ ﷺ یوسف حجار کو مذکورہ عمل کی ترغیب دے رہے تھے۔ امام یوسف کہتے ہیں کہ میں (اس خواب کی وجہ سے) گذشتہ بیس سال سے آج تک مسلسل میلاد مناتا آ رہا ہوں"۔[16]

شاہ عبدالرحیم دہلوی (1054-1131ھ) پر کرم کی بارش:

حضرت شاہ عبدالرحیم حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد تھے۔ اہلِ علم آپ کے تبحّر علمی کے بہت قائل تھے یہاں تک کہ صاحبِ نزہۃ الخواطر بیان کرتے ہیں:

"اہلِ علم و معرفت کے ہاں حضرت شاہ عبدالرّحیم کے فضل کی بلندی پر اتفاق پایا جاتا ہے اور تقویٰ و پرہیز گاری اور تواضع اور عجز نفس کی آپ پر انتہا ہے"[17]۔

درج ذیل عبارت پڑھیے اور دیکھیے کہ میلاد شریف کے حوالے سے آپ کا عقیدہ و معمول کیا تھا اور آپ کا طرزِ عمل بارگاہِ رسالت میں کیسا مقبول تھا۔

"میں ہر سال حضور ﷺ کے میلاد کے موقع پر کھانے کا اہتمام کرتا تھا لیکن ایک سال کھانے کا اہتمام نہ کر سکا تو میں نے کچھ بھنے ہوئے چنے لے کر میلاد کی خوشی میں لوگوں میں تقسیم کر دیے۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ خوش و خرم تشریف فرما ہیں"[18]۔

حضور ﷺ کی شفاعت اور جنت کی خوش خبری

علامہ ابن جوزی (510-579ھ) فرماتے ہیں:

"اور ہر وہ شخص جو آپ ﷺ کے میلاد کے باعث خوش ہوا، اللہ تعالیٰ نے (یہ خوشی) اس کے لیے آگ سے محفوظ رہنے کے لیے حجاب اور ڈھال بنا دی۔ اور جس نے

میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے لیے ایک درہم خرچ کیا تو آپ ﷺ اُس کے لیے شافع و مشفع ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر درہم کے بدلہ میں اُسے دس درہم عطا فرمائے گا۔ اے اُمتِ محمدیہ! تجھے بشارت کہ تو نے دنیا و آخرت میں کثیر حاصل کی۔ پس جو کوئی احمد مجتبیٰ ﷺ کے میلاد کے لیے کوئی عمل کرتا ہے تو وہ خوش بخت ہے اور وہ خوشی، عزت، بھلائی کو پالے گا۔ اور وہ جنت کے باغوں میں موتیوں سے مرصع تاج اور سبز لباس پہنے داخل ہوگا"۔[19]

حافظ شمس الدین الجزری (م 660ھ) فرماتے ہیں:

"تو اُمتِ محمدیہ کے اُس مسلمان کو ملنے والے اَجر و ثواب کا کیا عالم ہوگا جو آپ ﷺ کے میلاد کی خوشی مناتا ہے اور آپ ﷺ کی محبت و عشق میں حسبِ استطاعت خرچ کرتا ہے؟ خدا کی قسم! میرے نزدیک اللہ تعالیٰ ایسے مسلمان کو اپنے محبوب ﷺ کی خوشی منانے کے طفیل اپنی نعمتوں بھری جنت عطا فرمائیں گے"[20]۔

امام جمال الدین بن عبدالرحمن الکتانی فرماتے ہیں:

"حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن بڑا ہی مقدس، بابرکت اور قابلِ تکریم ہے۔ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر ایک مسلمان اور آپ ﷺ کو ماننے والا آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی منائے تو وہ نجات و سعادت حاصل کر لیتا ہے اور اگر ایسا شخص خوشی منائے جو مسلمان نہیں اور دوزخ میں رہنے کے لیے پیدا کیا گیا ہو تو عذاب کم ہو جاتا ہے اور آپ ﷺ کی ہدایت کے مطابق چلنے والوں پر آپ ﷺ کی برکات مکمل ہوتی ہیں۔ یہ دن یوم جمعہ کے مشابہ ہے، اس حیثیت سے کہ یومِ جمعہ میں جہنم نہیں بھڑکتی جس طرح کہ حضور ﷺ سے مروی ہے۔ اس لیے اس دن خوشی اور مسرت کا اظہار اور حسبِ توفیق خرچ کرنا

اور دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا بہت ہی مناسب ہے"[21]۔

امام شہاب الدین قسطلانی (451-923ھ) فرماتے ہیں:

''ہمیشہ سے اہلِ اسلام حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے مہینے میں محافلِ میلاد منعقد کرتے آئے ہیں۔ وہ دعوتوں کا اہتمام کرتے اور اس ماہ کی راتوں میں صدقات و خیرات کی تمام ممکنہ صورتیں بروئے کار لاتے ہیں۔ اظہارِ مسرت اور نیکیوں میں کثرت کرتے ہیں اور میلاد شریف کے چرچے کیے جاتے ہیں۔ ہر مسلمان میلاد شریف کی برکات سے بہرطور فیض یاب ہوتا ہے"[22]۔

حوالہ جات باب نمبر 05

01-(i) بخاری کتاب النکاح باب و امھاتکم اللاتی ارضعنکم (ii) مصنف عبدالرزاق ج7 ص478 (iii) شرح السنہ امام بغوی ج9 ص76 (iv) صفوۃ الصفوۃ ابن جوزی ج1 ص62 (v) البدایہ ابن کثیر ج2 ص229-230 (vi) فتح الباری ابن حجر عسقلانی ج9 ص145 (vii) عمدۃ القاری عینی ج20 ص95 (viii) فیض الباری انور شاہ کشمیری دیوبندی ج4 ص278۔

02-(i) الموقظہ فی علم مصطلح الحدیث ص39 (ii) کتاب الغایہ فی شرح الھدایہ ج1 ص 273 (iii) الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث ص48 (iv) مقدمہ فی اصول الحدیث عبدالحق محدّث دہلوی ص43,42۔

03- نزہۃ النظر بشرح نخبۃ الفکر ابن حجر عسقلانی ص37,36۔

04- شرح نخبۃ الفکر ملا علی قاری۔

05- شعب الایمان بیہقی ج1 ص261۔

06- شرح السنہ امام بغوی ج9 ص76۔

07- عمدۃ القاری ج20 ص95۔

08 تا 11- مختصر سیرۃ الرسول عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی ص333۔

12- سبل الہدیٰ والرشاد صالحی ج1 ص363۔

13- بیان المیلاد النبوی ابن جوزی ص58۔

14- الحاوی للفتاویٰ سیوطی ص206۔

15- المواھب اللدنی قسطلانی ج1 ص148۔

16- سبل الھدیٰ والرشاد ج1 ص364۔

17- نزہۃ الخواطر، حکیم محمد عبدالحی ج6 ص145۔

18- الدر الثمین شاہ ولی اللہ ص40۔

19- نزہۃ الخواطر ج1 ص406۔

20- علم الکلام، شبلی نعمانی ج01 ص87۔

21- فیوض الحرمین شاہ ولی اللہ ص80-81۔

22- فتاویٰ شاہ عبدالعزیز ج1 ص163۔

جائزہ سوالات باب نمبر 05

کل نمبر: 15

سوال نمبر 01: مختصر جوابات تحریر کیجیے۔ 10 نمبر

1۔ کس کافر نے حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اپنی کس لونڈی کو آزاد کر دیا تھا؟

2۔ مذکورہ کافر کو اس کے مرنے کے بعد کس نے کس حال میں دیکھا؟

3۔ قرآنِ مجید کے مطابق کافر کو کسی دنیوی بھلائی کا آخرت میں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ مذکورہ کافر کو آخرت میں کیا فائدہ پہنچا اور اس کی وجہ بیان کیجیے؟

4۔ مذکورہ حدیثِ پاک کے کوئی سے دو مکمل حوالہ جات تحریر کیجیے۔

5۔ میلاد شریف کے حوالے سے حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہما) کے طرزِ عمل کا خلاصہ بیان کیجیے۔

سوال نمبر 02: باب نمبر 06 کی روشنی میں میلادِ پاک کے فوائد و برکات کا خلاصہ بیان کیجیے۔ 05 نمبر

باب نمبر 6

سوالات و جوابات

س 1: جس دن حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی اسی دن آپ کا وصال ہوا۔ اہلِ سنّت بھی عجیب لوگ ہیں کہ آپ کے یومِ وصال پر خوشیاں مناتے ہیں۔

ج: اگرچہ یہ تحقیق بھی کتب سیرت کے اندر موجود ہے کہ حضور کا انتقال 12 کو نہیں بلکہ یکم یا دو ربیع الاول کو ہوا۔ اس صورت میں مخالفین کا یہ اعتراض تو یہیں باطل ہو گیا۔ تاہم برتقدیرِ تسلیم ولادت اور انتقال و وصال ایک ہی دن واقع ہونے کی صورت میں بھی اس کا جواب کئی طرح پر ہے۔

01- حضور نبی کریم ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری بہت بڑی بلکہ سب سے بڑی نعمت ہے اور نعمتوں پر خوشی منانے اور نعمتوں کا خوب خوب چرچا کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہے ﴿البقرہ: 47,40، الضّحٰی: 11﴾۔

جب کہ فوتگی پر تین دن سے زیادہ سوگ منانے سے شریعت نے منع کیا ہے۔ صرف بیوی کو اپنے شوہر کی وفات پر سب سے زیادہ عرصہ (چار ماہ دس دن) سوگ منانے کی اجازت دی ہے۔ اس لیے اہلِ سنّت آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی منا کر بھی شریعت کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور آپ کے وصال کا غم نہ کر کے بھی شریعت کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

02- اگرچہ حضور نبی کریم ﷺ پر بھی۔ کلّ نفسٍ ذائقة الموت۔ کا حکمِ ربّی پورا ہوا اور آپ اس دنیاءِ فانی سے دارِ باقی کی طرف منتقل ہوئے مگر آن کی آن یہ حکم پورا ہونے کے بعد آپ ﷺ کی رُوح پاک کا آپ ﷺ کے جسمِ مبارک کے ساتھ تعلق پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہو کر بحال ہو گیا اور آپ پہلے سے بھی زیادہ فضل و رحمت کے ساتھ مخلوق کی طرف متوجہ ہو گئے۔ تو جب آپ کی اُمت آپ کے فضل و کرم اور توجہ سے محروم ہی نہ ہوئی تو پھر غم اور سوگ کس بات کا؟

قرآن مجید تو شہداء کو بھی زندہ قرار دیتا ہے اور انہیں مردہ کہنا تو کیا مردہ سمجھنے سے بھی منع کرتا ہے۔ ﴿البقرہ: 154، آلِ عمران: 169﴾۔

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ شہداء تو موت کے بعد بھی زندہ ہوں مگر جن کے صدقے شہداء کو یہ قابلِ رشک زندگی حاصل ہوئی وہ زندہ نہ ہوں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ O مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

﴿حدائقِ بخشش اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں﴾

تو جب ہمارے حضور ﷺ زندہ ہیں بلکہ دنیوی زندگی کی نسبت کہیں بڑھ کر شان و عظمت کے ساتھ زندہ ہیں اور آپ پر ہر لحظہ رب تعالیٰ کی عنایات میں ترقی اور اضافہ ہو رہا ہے اور آپ کی ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے ﴿الضحیٰ: 04﴾ تو ہم غم اور سوگ کیوں منائیں۔

-03 اہلِ سنت کو حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی منانے سے یہ کہہ کر منع کیا جاتا ہے کہ آپ کا یومِ ولادت اور یومِ وصال ایک ہے مگر کھلا تضاد ملاحظہ ہو کہ ایک طرف تو ہم پر اعتراض کرتے ہیں اور دوسری طرف ان کے نئے محققین حضور ﷺ کا یومِ ولادت 12 کی بجائے 09 ربیع الاوّل کو قرار دیتے ہیں۔ تو جب ان کے نزدیک ولادت 09 اور وصال 12 ربیع الاوّل کو ثابت و متحقق ہے تو پھر 09 ربیع الاوّل کو ولادت کی خوشی منانے سے گریز کیسا؟

س 2: حدیث میں ہے: من احدث فی امرنا مالیس منه فهوردّ [01]

"جس نے ہمارے امر یعنی ہمارے دین میں کوئی نیا کام نکالا جو دین میں نہیں یعنی اس کی کوئی اصل (بنیادی دلیل) دین میں نہیں وہ مردود ہے"

مروّجہ محفلِ میلاد کے حوالے سے جو سوال سب سے زیادہ شدّ و مد کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے وہ یہ کہ کیا حضور ﷺ کی اپنی حیاتِ طیبہ میں اور آپ کے بعد آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں اس انداز میں میلاد منایا گیا؟ اور اگر اس انداز میں نہیں منایا گیا تو یہ بدعت ہوا اور بدعت کے بارے میں حضور ﷺ کا فرمان ہے: کلّ بدعة ضلالة و کلّ ضلالة فی النار [02]

"ہر نیا کام گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے"

ج: اصولِ دینیہ سے ناواقف عام لوگ تو یقیناً اس سوال کو بہت مضبوط اور اہم سمجھیں تو الگ

بات ہے لیکن بعض ''اہلِ علم حضرات'' کی طرف سے اس سوال پر زور دیا جانا یقیناً بہت حیرت کی بات ہے۔ اپنے مذموم مقاصد کے حصول پر فرحاں وشاداں ہوتے وقت وہ یہ حقیقت نظر انداز کر دیتے ہیں کہ اس حرکت کے لیے انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دینا ہے۔ جماعتی مقاصد واہداف کے حصول کی خاطر ان کی یہ حرکت سراسر گھاٹے کا سودا ہے۔

یہاں ہم ان سے واضح طور عرض کرنا چاہیں گے کہ بدعت کی کوئی ایک ایسی جامع و مانع تعریف بیان کر دیں جس کی رُو سے اہلِ سنت وجماعت کے نئے امور وافعال تو ناجائز قرار پائیں مگر ان کے اپنے سینکڑوں ایسے نئے امور وافعال بالکل جائز ودرست رہیں جو حضور ﷺ کے دور میں نہیں ہوئے تھے بلکہ ان میں سے بہت سے کام تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں بھی نہیں ہوئے تھے۔ نیز یہ کہ ان کی پیش کردہ بدعت کی تعریف کے الفاظ بھی حضور ﷺ سے منقول ہوں ورنہ اور تو اور ان کے اپنے قاعدے کے مطابق بدعت کی یہ تعریف خود بھی بدعت اور جہنم میں لے جانے کا باعث قرار پائے گی۔

روزمرہ زندگی کے تمام نئے امور وافعال کی تعداد تو ہمارے شمار سے باہر ہے تاہم خالص دینی وفلاحی امور وافعال کی فہرست بھی نہایت طویل ہے۔ یہ امور وافعال تمام علاقوں کے تمام مسالک، تمام جماعتوں اور تمام طبقات میں متعارف اور روبہ عمل ہیں۔

کیا کوئی جواب اس کا بھی ہے؟ اگر صرف کاموں کی وہی شکل اور انداز جائز ہو جو حضور ﷺ اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں تھی اور ان اَدوار کے بعد ہر نیا کام اور انداز میں کوئی بھی تبدیلی جائز نہیں تو پھر مندرجہ ذیل کاموں کے بارے میں کیا شرعی حکم ہے؟

مکانات و مساجد کی تعمیر کے نئے انداز، مساجد کی جدید سہولیات، قرآن مجید کے رموزِ اوقاف، قرآن مجید کی رکوعات اور پاروں میں تقسیم، توحید کی قسمیں (توحید فی الذات، فی الصفات، فی الافعال) اور اس طرح شرک کی قسمیں وضع کرنا، چھ کلمے اور ان کی ترتیب، تعلیم کے نئے انداز، تعلیم کا نیا نصاب، نصاب کی تکمیل کی مقررہ مدت۔ سالانہ جلسے، چندہ جمع کرنے کے نئے انداز، تکمیلِ نصاب پر اسناد دینا، دستار پہنانا، اشتہار چھاپنا، اساتذہ کی تنخواہیں مقرر کرنا،

خلفاءِ راشدین کے وصال کے دنوں میں جلسے کرنا، جلوس نکالنا، سرکاری چھٹی کا مطالبہ کرنا، فن تفسیر، فنِ حدیث اور دیگر علوم کے اصول وضوابط مقرر کرنا، ختم بخاری کی تقریبات منعقد کرنا، روحانی سلسلے قائم کرنا، اوران سے منسلک ہونا، فقہی اصول وقواعد وضع کرنا، احکام کو فرض، واجب، سنت، مستحب، مباح، حرام، مکروہ تحریمی وتنزیہی وغیرہ میں تقسیم کرنا، فقہی مذاہب قائم کرنا اوران سے منسلک ہونا، دارالعلوم دیوبند کا صد سالہ جشن منانا اوراس وقت کی خاتون وزیراعظم اندرا گاندھی کو مدعو کرنا اورصدارت کی کرسی پر بٹھانا، دینی، سیاسی اور سماجی وفلاحی تنظیمیں بنانا، تنظیموں کے دستور ومنشوراور قواعد وضوابط ترتیب دینا، مدرسوں اور جماعتوں کے تاسیسی جلسے منعقد کرنا، مختلف رنگوں کے جھنڈوں اور لوگوز کے ذریعے اپنی شناخت مقرر کرنا، دینی وسیاسی اتحاد قائم کرنا یا توڑنا، ملکی نظم و نسق کے لیے انتخابات میں حصہ لینا، اسمبلیاں اور سینٹ قائم کرنا، صدرو وزیراعظم، سپیکر اور قائد حزبِ اختلاف مقرر کرنا، کوئی دستور وآئین تشکیل دینا، اسمبلیوں کے اجلاسوں میں شرکت پر وظیفہ/ الاؤنس لینا، سعودی عرب، پاکستان اور دیگر ممالک کا ہر سال اپنے قومی دن منانا، سالگرہ اور برسی منانا۔

واضح جواب ملنا چاہیے کہ مندرجہ بالا کام نئے ہونے کی وجہ سے ناجائز ہیں تو بدعتی اور مردود ہونے سے کون بچا؟ اور اگر جائز ہیں تو ان کے جائز ہونے کی کیا دلیل ہے؟

جناب والا! محض نیا ہونے سے کوئی کام یا کسی کام کا کوئی نیا انداز ناجائز اور مردود نہیں ہو جاتا بلکہ دیکھا جائے گا کہ......

1۔ شریعت میں اس نئے کام کی کوئی اصل یعنی بنیادی دلیل ہے یا نہیں؟

2۔ یہ نیا کام یا کام کا یہ نیا انداز کسی سنت اور شرعی اصول کے مقابل وخلاف تو نہیں اور اس کام سے کوئی سنّت تو پامال نہیں ہوتی جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں واضح طور پر ہے:

ما احدث قوم بدعة الارفع مثلها من السّنّة فتمسّك بسنّة خير مّن احداثِ بدعة (03)

"کوئی قوم بدعت نہیں نکالتی مگر اس کی مثل سنّت اٹھالی جاتی ہے۔ اس لیے سنّت کو تھامنا (مخالفِ سنّت) بدعت نکالنے سے بہتر ہے"۔

اگر شریعت میں اس کام کی اصل موجود ہے اور اس سے شریعت کے کسی اصول کی خلاف ورزی نہیں ہوتی تو وہ کام نیا ہونے کے باوجود جائز و مقبول ہے ورنہ ناجائز و مردود۔

کیا اعتراض کرنے والے بتانا پسند کریں گے کہ محافلِ میلاد کے انعقاد سے دین کے کس اصول اور حضور ﷺ کی کس سنت کی مخالفت ہوتی ہے؟

اہلِ علم جانتے ہیں کہ امت کے معتبر علماء نے ہر نئے کام کو بُری بدعت قرار نہیں دیا بلکہ نئے کاموں کو بدعتِ حسنہ، بدعت سیئہ، بدعتِ واجبہ، بدعتِ مستحبہ، بدعت مباحہ، بدعتِ محرّمہ، بدعتِ مکروہ میں تقسیم کرتے ہوئے ہر ایک کا الگ الگ حکم بیان کیا ہے تو پھر آپ تمام نئے کاموں کو برابر قرار دینے اور سب پر ایک ہی حکم لاگو کرنے، اور صدیوں پر پھیلے ہوئے مختلف ادوار کے معتبر علماء کو بدعتی اور جہنمی قرار دینے پر کیوں بضد ہیں؟

بیان کردہ حدیث میں ہر نئے کام کو مردود قرار دینا مقصود ہوتا تو اس کے لیے اَحدَثَ کا لفظ ہی کافی تھا جب کہ اس کے بعد...... مالیس منہ...... کے الفاظ سے گویا وضاحت کر دی گئی ہے کہ وہی نیا کام مردود ہے جس کی کوئی اصل دین میں موجود نہیں۔ ان الفاظ کو نظر انداز کر کے اہلِ سنت کے ہر نئے کام کو مردود قرار دے دینا بہت بڑی جہالت اور بے باکی ہے اور اپنے تمام نئے کاموں کو جائز و مقبول قرار دینا کھلا تضاد ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے، آمین۔

س 3: 1۔ میلاد کی محافل میں بے اصل (بے بنیاد) روایات بیان کی جاتی ہیں۔

2۔ جلوس کی بے ترتیبی اور بدنظمی راہ چلنے والوں کے لیے تکلیف کا باعث بنتی ہے۔

3۔ جلسہ و جلوس میں بہت سے غیر شرعی امور کا ارتکاب ہوتا ہے۔

4۔ میلاد کے جلسہ و جلوس پر کثیر رقم خرچ ہوتی ہے جسے یہاں خرچ کرنے کی بجائے غرباء و مساکین اور ضرورت مندوں پر خرچ کرنا چاہیے۔

ان وجوہات کی بناء پر میلاد کے جلسہ و جلوس کا اہتمام کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

ج: 1۔ غیر محتاط عوامی واعظین کی بات دوسری ہے، اہلِ علم اور محتاط میلاد خواں حضرات اس

بات کا اہتمام رکھتے ہیں کہ وہی روایات و واقعات بیان ہوں جو اُمت کے نامور و معتبر علماءِ کرام نے احادیث اور سیرت و سوانح کی کتب میں درج کی ہیں۔ تاہم اہل علم اس بات سے بھی آگاہ ہیں کہ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے کے واقعات کے بیان کی چھان پھٹک کا وہ معیار نہیں ہوتا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی عادل جماعت کے وجود میں آنے کے بعد قائم ہوا۔ اس لیے ولادت کے ان واقعات و کرامات کو قابلِ اعتبار و اعتماد سمجھنے کا پورا جواز موجود ہے جنہیں معتبر فقہاء، محدثین اور مؤرخین نے اپنی کتبِ حدیث و تاریخ میں بیان کیا ہے۔

لٰہذا یہ کہنا سراسر جھوٹ ہے کہ ہر جگہ جھوٹی اور بے بنیاد روایات بیان ہوتی ہیں تاہم غیر محتاط واعظین سے بھی اصلاح و احتیاط اور ضروری تحقیق و تیاری کی پرزور درخواست ہے۔

2۔ جلسہ و جلوس کی بے ترتیبی، بدنظمی اور ان مواقع پر غیر شرعی امور کے ارتکاب کے حوالے سے عرضِ خدمت ہے کہ علماءِ اسلام نے ناپسندیدہ اور تکلیف دہ امور و حرکات کی ہمیشہ نہ صرف مذمّت کی ہے بلکہ اصلاح و انسداد کے لیے اپنی بھرپور توانائیاں صرف کی ہیں اور علماء کرام اس سے زیادہ کے مکلّف، ذمہ دار اور جواب دہ نہیں۔

یہاں اعتراض کرنے والوں سے یہ سوال کرنا ضروری ہے کہ انہیں میلاد پاک سے چڑ صرف ان ناپسندیدہ امور و حرکات کی وجہ سے ہے یا وہ ہر صورت میں محافلِ میلاد کے خلاف ہیں اگرچہ ایسے مقام و موقع پر غیر شرعی امور سے مکمل گریز و اجتناب کیا جائے۔

اگر تو انہیں سرے سے میلاد منانے ہی پر اعتراض ہے تو اس کے لیے لاجواب دلائل جوازِ میلاد کی کتب میں درج ہیں اور اگر انہیں جوازِ میلاد سے اتفاق ہے اور ان کی مخالفت کی وجہ صرف بعض مقامات پر ہونے والے ناپسندیدہ امور ہیں تو ان سے گزارش ہے کہ وہ اصلاح کے پاکیزہ کام میں ہمارا ساتھ دیں اور نہ صرف ناپسندیدہ و غیر شرعی امور سے خالی محافلِ میلاد میں شرکت کریں بلکہ اپنے مراکز و مقامات پر ان ناپسندیدہ امور سے پاک محافلِ میلاد کا انعقاد و اہتمام بھی کریں۔

رہا یہ کہ بعض ناپسندیدہ امور کی وجہ سے حضور ﷺ کی ولادتِ باسعادت پر فرحت و مسرّت

اور شکر گزاری کا پاکیزہ اور کثیر دینی و معاشرتی فوائد پر مشتمل عمل ہی بند کر دیا جائے تو ایسا مشورہ دینے والے اُمتِ مسلمہ کے خیر خواہ ہرگز نہیں اور پھر یہ مشورہ اور حل حضور ﷺ کے میلاد ہی کے لیے کیوں؟ دیگر پروگرام اور سرگرمیاں اس سے مستثنیٰ کیوں؟

کیا مساجد اور مدارس کے نظم و انتظام، دیگر سیاسی، مذہبی، جلسوں، جلوسوں وغیرہ مختلف شعبہ ہائے زندگی کے انفرادی و اجتماعی اور دینی و دنیوی کاموں میں کوئی بدنظمی و بدعنوانی، بے اعتدالی و بے راہ روی اور ناپسندیدہ و غیر شرعی روش موجود نہیں؟

تو کیا آپ ان خرابیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں گے یا یہ سارے کام اور پروگرام بند کر دیں گے؟ اگر بند نہیں کریں گے تو یہ جذبہ اور مشورہ صرف حضور ﷺ کے میلاد کے لیے کیوں؟

جناب والا! سر میں درد ہو تو اس کا علاج کیا جاتا ہے۔ سر کاٹ ڈالنے کا مشورہ دینے والا خیر خواہ نہیں ہوتا لہٰذا ایسے پروگرام بند کر دینے کے لیے ہلکان و پریشان رہنے کے بجائے خرابیوں کی اصلاح کے لیے کوشش جاری کیجیے۔ خرابیوں کی اصلاح کرتے ہوئے میلاد کے پاکیزہ پروگراموں کے انعقاد اور فروغ کے لیے آپ بھی ہمارا ساتھ دیں گے تو اُمید ہے کہ اس مقدس اور پاکیزہ عمل پر اتحاد و اتفاق کی برکت سے دنیا میں ہر طرف حضور ﷺ کی محبت و عقیدت اور آپ کی ذات والا صفات کے ساتھ والہانہ وابستگی کو بھی فروغ حاصل ہوگا اور آپ کے اس فیصلے سے امت میں اتحاد و اتفاق، یک جہتی و یگانگت اور ہم آہنگی کی فضا قائم کرنے میں بہت مدد ملے گی۔

اللہ تعالیٰ جلد فیصلہ کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

جہاں تک میلاد کے اخراجات کا تعلق ہے تو ہمیشہ سے علماءِ اسلام نے میلاد پر خرچ کرنے کا نہ صرف جواز بیان کیا ہے بلکہ اس پر اللہ تعالیٰ کے فضلِ عمیم و عظیم اور جنت میں داخلے کی بھی اُمید دلائی ہے جیسا کہ سابقہ صفحات میں علماء کی چند عبارات درج ہیں اور اگر اختصار ملحوظ نہ ہوتا تو میلاد کے جواز و استحسان اور اس کے فوائد و برکات کے بارے میں صدیوں پر پھیلے ہوئے مختلف ادوار کے کثیر التعداد معتبر فقہاء و محدّثین کی عبارات بھی درج کی جاسکتی تھیں۔

رہا یہ ساری رقم میلاد پر خرچ کرنے کی بجائے غرباء ومساکین کی ضروریات اور رفاہی و فلاحی کاموں میں خرچ کرنے کا مشورہ تو اس مشورہ کا دائرہ پھیلایئے اور تمام دینی کام ٹھپ کر کے ان پر خرچ ہونے والی ساری رقم اپنے تجویز کردہ مصارف پر خرچ کر ڈالیے۔

مثلاً مساجد کو پختہ اور خوب صورت کرنے اور لوگوں کو اے سی، کارپٹ وغیرہ کی سہولتیں فراہم کرنے، مدارس کے نصاب بنانے، چھاپنے، تنخواہوں پر مدرّسین و اساتذہ مقرر کرنے، دینی جلسے کرنے، جلوس نکالنے، ریلیاں، اور واک، مظاہرے اور مارچ منعقد کرنے، خواص کی دعوتیں کرنے، بڑے بڑے تبلیغی و تربیتی اجتماعات منعقد کرنے، تبلیغی جماعتیں نکالنے، پے در پے حج اور عمرے کرنے (وغیرہ) پر مجموعی طور پر کروڑوں نہیں اربوں روپے خرچ کرتے وقت کیا کبھی غرباء ومساکین یاد آئے؟

جناب والا! تجاہلِ عارفانہ سے کام کیوں لیتے ہیں، کیا آپ نہیں جانتے کہ عہدِ رسالت و صحابہ اور بعد ازاں کے تمام ادوار میں معاشرے میں موجود غرباء ومساکین کی مدد و کفالت بھی بھر پور ہوتی رہی اور اس کے ساتھ ساتھ دیگر شعبہ ہائے زندگی اور دیگر مفید ومشروع سرگرمیوں اور پروگراموں پر بھی رقوم خرچ ہوتی رہی ہیں اور پھر میلاد پر خرچ کرنے والوں کے بارے میں کیسے فرض کر لیا گیا ہے کہ وہ دیگر مصارف پر خرچ نہیں کرتے؟

خدارا فتوے کا معیار دو رخی، ذاتی پسند و ناپسند اور مخصوص مسلکی نظریات و مفادات اور جانب داری کی بجائے خالصتاً احکامِ شریعت، دیانت و انصاف، معقولیت اور خدا خوفی پر استوار کیجیے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے، آمین۔

حوالہ جات باب نمبر 06

01-۔(i) بخاری کتاب الصلح باب اصطلحوا علی صلح الجور ج 01 ص 371۔ (ii) مسلم کتاب اقضیہ باب نقض الاحکام الباطلہ۔

02- (i) ترمذی کتاب العلم (ii) سنن ابی داؤد کتاب السنہ باب فی لزوم السنہ (iii) مسند احمد حدیث العرباض بن ساریہ ج 4 ص 126-127۔

03- مسند احمد حدیث غضیف بن الحارث ج 4 ص 105۔

مصادر و مراجع

قرآنِ مجید

حدیث

01- الترغيب والترهيب، ابو محمد عبدالعظيم منذری ، دارالکتب العلميه بيروت لبنان۔

02- الجامع الصّغير فی احاديث البشير النذير جلال الدين عبدالرحمٰن بن ابی بکرسيوطی ، دارالفکر بيروت۔

03- جامع ترمذی، ابو عيسٰی محمد بن عيسٰی الترمذی، فريد بك ستال لاهور باكستان۔

04- الخصائص الكبرىٰ،جلال الدين عبدالرحمٰن بن ابی بكرسيوطی، دارالكتب العلميه بيروت۔

05- سنن ابو داؤد، سليمان بن اشعت سجستانی، دارالفكر بيروت۔

06- سنن بيهقی، ابوبكر احمد بن حسين بيهقی ، مكتبه دارالباز مكه مكرمه۔

07- سنن دارمی، ابو محمد عبدالله بن عبدالرحمان ، دارالكتاب العربی بيروت۔

08- السّنن الكبرىٰ، احمد بن شعيب نسائی ، دارالكتب العلميه بيروت۔

09- سنن نسائی، احمدبن شعيب نسائی ، دارالكتب العلميه بيروت ۔

10- شرح معانی الآثار ، ابو جعفر بن احمد بن محمد طحاوی ، دارالكتب العلميه بيروت ۔

11- شعب الايمان ،ابوبكر احمد بن حسين بيهقی ، مكتبه دارالباز مكه مكرمه۔

12- صحيح ابن حبان، ابوحاتم محمد بن حبان التميمی ، مؤسسة الرّساله بيروت۔

13- صحيح ابن خزيمه، ابوبكر محمد بن اسحاق بن خزيمه، المكتب الاسلامی بيروت۔

14- صحيح بخاری، ابو عبدالله بن اسماعيل بن ابراهيم، نور محمد كراتشی باكستان۔

15- صحيح مسلم، ابو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيری النيشا بوری، داراحياء التراث بيروت۔

16- مجمع الزوائد و منبع الفوائد، نورالدّين هيثمی، دارالكتاب العربی بيروت۔

17- المستدرك علی الصحيحين ، ابو عبدالله محمد بن عبدالله حاكم ، دارالكتب العلميه بيروت۔

18- المسند، ابويعقوب اسحاق بن ابراهيم ابن راهويه، مكتبة الايمان مدينه منوره۔

19- المسند احمد، امام احمد بن حنبل، ابو عبداللہ شیبانی ، المکتب الاسلامی بیروت۔

20- مسند ابویعلیٰ، احمد بن علی، دارالمامون للتّراث دمشق۔

21- مسند بزار، احمد بن عمر و بن عبدالخالق بصری بزار، مؤسسة علوم القرآن بیروت۔

22- مسند طیالسی، ابوداؤد سلیمان بن داؤد جارود، دارالمعرفة بیروت۔

23- مصنف ابن ابی شیبه ، ابوبکر عبداللہ محمد بن ابی شیبه ، مکتبة الرشید ریاض السعودیی العربیه ۔

24- المعجم الاوسط، ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی ، دارالحرمین قاهره مصر۔

25- المعجم الصّغیر، ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی ، المکتب الاسلامی بیروت۔

26- المعجم الکبیر، ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی ،مکتبه ابن تیمیه قاهره مصر۔

شروحِ حدیث

01- التّمهید، ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر ، المکتب الاسلامی بیروت۔

02- التّمهید، ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر ، دارالکتب العلمیه بیروت۔

03- فتح الباری ،شرح صحیح البخاری ، حافظ ابن حجر عسقلانی ، دارالمعرفة بیروت۔

04- فیض الباری، انور شاہ کشمیری ، حجازی قاهره مصر۔

05- مرقاة المفاتیح، نور الدین بن سلطان محمد ، اصح المطابع بمبئی بھارت۔

04-علومِ حدیث

01- تهذیب الاسماء واللغات، ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف نووی ، دارالفکر بیروت۔

02- تهذ یب التّهذیب، حافظ ابن حجر عسقلانی، دارالفکر بیروت۔

03- الثقات ابن حبان، ابوحاتم محمد بن حبان التمیمی، دارالفکر بیروت۔

04- شرح نخبة الفکر ، نورالدین بن سلطان محمد ، مکتبه اسلامیه کوئٹه پاکستان۔

05- موارد الظمآن الیٰ زوائد ابن حبان، نور الدین هیثمی ، دارالکتب العلمیه بیروت۔

تفسیرِ قرآن

01- تفسیر القرآن العظیم، حافظ ابوالفدا، اسماعیل ابن عمر بن کثیر، دارالفکر بیروت۔

02- الجامع الاحکام القرآن (تفسیر قرطبی)، ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی، دار احیاء التراث العربی بیروت۔

03- الجواہر فی تفسیر القرآن الکریم، ابن جوہری طنطاوی مصری، دارالفکر بیروت۔

04- الدّرالمنثور فی التفسیر بالماثور، جلال الدین عبدالرحمان بن ابی بکر سیوطی، دارالفکر بیروت۔

05- تفسیر روح البیان، علامہ اسماعیل حقی حنفی، مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ پاکستان۔

06- روح المعانی، ابو الفضل شہاب الدین محمود آلوسی حنفی بغدادی، داراحیاء التراث العربی بیروت۔

07- زادالمسیر فی علم التفسیر، ابو الفرج عبدالرحمان حنبلی، المکتب الاسلامی بیروت۔

08- لباب التاویل فی معانی التنزیل، علی بن محمد خازن، دارالمعرفۃ بیروت۔

09- مختصر سیرۃ الرسول، عبداللّٰہ بن محمد بن عبدالوہاب، مکتبہ السّلفیہ لاہور۔

10- مدارك التنزیل و حقائق التاویل، عبداللہ بن محمود بن احمد، دار احیاء التراث العربی بیروت۔

11- مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، فخرالدین محمد بن عمر رازی شافعی، دارالکتب العربیہ بیروت۔

فقہ

01- الحاوی للفتاویٰ، حافظ جلال الدین سیوطی، دارالکتاب العربی بیروت۔

02- فتاویٰ شاہ عبدالعزیز دہلوی، شاہ عبدالعزیز دہلوی، مطبع محتبائی دہلی بھارت۔

سیرت وتاریخ

01- الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ابو عمر یوسف بن عبداللّٰہ بن عبدالبر، دارالکتب العلمیہ بیروت۔

02- انسان العیون (السیرۃ الحلبیہ)، نورالدین بن برہان الدین حلبی شافعی، دارالمعرفۃ بیروت۔

03- البدایۃ والنہایہ، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، پاکستان۔

04- التاریخ الکبیر، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری ، دارالکتب العلمیہ بیروت۔

05- تواریخ حبیب اللہ، مفتی محمد عنایت احمد کاکوروی ، مکتبہ مہریہ رضویہ دسکہ پاکستان۔

06- حلیۃ الاولیاء، ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی ، دارالکتاب العربی بیروت۔

07- دلائل النّبوۃ،ابوبکر احمد بن حسین بیہقی ، مکتبہ دارالباز مکہ مکرمہ۔

08- زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، ابو عبداللہ محمد بن ابی بکرابن قیّم جوزیہ ، مؤسسۃ الرسالہ بیروت۔

09- سبل الھدیٰ والرشاد ،محمد بن یوسف صالحی ، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

10- شرح المواھب اللّدنیہ، ابو عبداللہ محمد بن عبدالباقی زرقانی ، دارالکتب العلمیہ ، بیروت۔

متفرق

01- امداد المشتاق، اشرف علی تھانوی ، اسلامی کتب خانہ لاہور پاکستان۔

02- حسن المقصدفی عمل المولدؒ،حافظ جلال الدین سیوطی ، دارالکتاب العربی بیروت۔

03- الدرالثمین شاہ ولی اللہ دھلوی ، سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ لائل پورپاکستان۔

04- شمائمِ امدادیہ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مدنی کتب خانہ ملتان پاکستان۔

05- علم الکلام، شبلی نعمانی ، مسعود پبلشنگ ہاؤس کراتشی پاکستان۔

06- فیصلہ ھفت مسئلہ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ، ادارہ اسلامیہ کمالیہ پاکستان۔

07- فیوض الحرمین، شاہ ولی اللہ دھلوی ،قرآن محل کراتشی پاکستان۔

08- نزھۃ الخواطر، حکیم محمد عبدالحی ، دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن بھارت۔

تعارف تحریکِ مطالعہ قرآن

مقصد ○ ماضی ○ حال ○ مستقبل

بدعقیدگی و بدعملی، ذہنی و فکری انتشار، فحاشی و عریانی، بے راہ روی اور دین بیزاری کا سیلاب ہر گھر کے ہر فرد کی طرف جس تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے، اس کے تباہ کن اثرات کسی بھی ہوش منداور باشعور شخص سے پوشیدہ نہیں ۔ ہر دردمند فکر مند ہے کہ اس سیلاب کا راستہ کیسے روکا جائے؟ ایمان کیسے بچایا جائے اور اخلاق کیسے سنوارے جائیں؟

بے سوچے سمجھے کوئی جو چاہے کہہ دے مگر بیماری کے صحیح علاج کیلئے بیماری کا سبب جاننا بہت ضروری ہے۔ آپ ایک بار نہیں ہزار بار غور کر لیجیے۔ ہوسکتا ہے فروعی اور ذیلی اسباب تو بہت ہوں مگر اس خرابی و بیماری کا بنیادی سبب ایک ہی ہے، کتابِ انقلاب قرآن مجید اور مصلحِ اعظم حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فکری و عملی دُوری ۔ دُوری بھی ایسی ہے کہ ہمارا مسٹر ہو یا مولوی، سو (100) کیا ہر ہزار میں، فقط چند کے سوا باقی سب نہ قرآن سے راہنمائی لیں اور نہ صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کو راہنما بنائیں ۔ دعوے ہیں، نعرے ہیں اور پروپیگنڈے جن میں ایک سے بڑھ کر ایک ۔ بھلا دعووں، نعروں یا پروپیگنڈے سے بھی کبھی خطرات ٹلتے اور حالات سنورتے ہیں۔ خطرات کی روک تھام اور حالات کی تبدیلی کیلئے تو ایسی پُرخلوص انفرادی واجتماعی جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے جو وقتی اور عارضی نہیں بلکہ بھرپور اور مسلسل ہو۔

اس جدوجہد کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے 2003ء میں چند دردمند احباب نے اللہ تعالیٰ اور اُسکے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت ونصرت کے بھروسے پر تحریکِ مطالعہ قرآن کی بنیاد رکھی اور المرکز الاسلامی والٹن روڈ لاہور کینٹ میں مرکزی دفتر قائم ہوا۔

جدید خطوط پر قرآنی تعلیمات عام کرنا اور صحیح معنوں میں قرآنی معاشرے کی تشکیل

کے لیے جدوجہد کرنا تحریک کا بنیادی مقصد قرار پایا۔

کارکردگی:

❶ (بغیر فیس) تفصیلی مطالعۂ قرآن کورس (بذریعہ خط کتابت) ❷ قینچی لاہور میں عوامی لائبریری کا قیام ❸ مرکز تحریک والٹن روڈ میں وسیع تحقیقی لائبریری کا قیام ❹ تحقیقی کام کا آغاز ❺ مفید اور آسان کتب کی مفت تقسیم ❻ ریسرچ ورک کی طباعت اور اشاعت کا اہتمام ❼ ہر سال اجتماعی تربیتی اعتکاف کا انعقاد

آغاز کے منتظر پروگرام:

❶ علمی و تعلیمی ویب سائیٹ کا اجراء ❷ آن لائن دینی راہنمائی کا اہتمام ❸ ریسرچ لائبریری کیلئے مزید کتب کا حصول ❹ ریسرچ سکالرز کی تعداد میں اضافہ ❺ اشاعتی ادارہ کا قیام ❻ شارٹ ایڈوانس کورس برائے علماء ❼ دینی وعصری تعلیم کے منصوبہ جات

-------------حدیثِ رسولِ مقبول ﷺ-------------

حضور ﷺ نے فرمایا: اِذَامَاتَ ابْنُ اٰدَمَ اِنْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُولَه...... جب ابن آدم فوت ہوتا ہے اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے، صدقہ جاریہ، وہ علم جس سے نفع اُٹھایا جائے یا نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرتی ہے۔ ﴿مسلم کتاب الوصیّة﴾

آگے بڑھیے !!! اور تحریک مطالعۂ قرآن کا پاکیزہ پروگرام ہر سُو عام کرنے کے لیے اپنے علم و تجربہ، اپنے وقت، اپنے مال اور اپنی محنت کے ذریعے ہمارا ساتھ دیجیے۔

خیر اندیش: پروفیسر احمد رضا خاں

0322-428045☆tm.quraan@yahoo.com

قرآنی تصورات کے آسان فہم پر مشتمل

توحید و شرک کا قرآنی تصور

پروفیسر احمد رضا خاںؒ

گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی لاہور

قرآنی عقیدے

حضرت علامہ مفتی محمد تصدق حسین

انبیاؑ و اولیاء کے اختیارات کا اسلامی تصور

پروفیسر احمد رضا خاںؒ

قرآن پاک اور بخاری و مسلم کی روشنی میں

علمِ مصطفیٰ ﷺ

پروفیسر احمد رضا خاںؒ

اہل علم اور عوام کیلئے یکساں مفید

مسئلہ تقدیر اور عوامی مسائل

حضرت علامہ مفتی محمد تصدق حسین

توہینِ رسالت کا علمی و تاریخی جائزہ

حضرت علامہ مفتی محمد تصدق حسین

بذریعہ خط و کتابت

آسان مطالعہ قرآن کورس

دلچسپ	سوالاً جواباً
گھر بیٹھے	بلامعاوضہ



تحریک مطالعہ قرآن

المرکز الاسلامی والٹن روڈ لاہور 0322-4280455

E-mail: tm.quraan@yahoo.com

پرنٹرز: حاجی ایم آرٹ پریس لاہور 042-37231566 0302-4329566